اہل سنت و جماعت اور مخدومی مشن کا بے باک ترجمان

ماہنامہ

صوفیِ ملت

ربیع الثانی ۱۴۴۰ ◆ دسمبر ۲۰۱۸

”محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کی دیواریں پے در پے گر رہی ہیں اور اس کی بنیاد بکھری جاتی ہیں،
اے زمین کے رہنے والو! آؤ جو گر گیا ہے اسے مضبوط کر دیں جو ڈھے گیا ہے اسے درست کر دیں،
یہ چیز ایک سے پوری نہیں ہوتی سب کو مل کر کام کرنا چاہیے ، اے سورج ! اے چاند !
اے ستارے ! تم سب آؤ۔“ (غوث اعظم شاہِ جیلاں)

چیف ایڈیٹر
سیّد محمد حیدر (شاداب میاں)

دعائے ایصال ثواب

جملہ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کو پڑھ کر ایک بار ضرور یہ دعا کریں کہ اللہ رب العزت حبیبِ مکرم ﷺ کے بتوسل، جملہ اولیائے کاملین کے صدقے اور حضرت صوفی ملت رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل میرے دادا مرحوم سید عمر صاحب، میری دادی مرحومہ قادر بی، میرے والد مرحوم سید محبوب صاحب، میرے نانا مرحوم محبوب صاحب، میری نانی مرحومہ حلیمہ بی اور میرے بھائی مرحوم محمد غوث کو پل پل راحت نصیب فرمائے، ان کے گناہوں کو بخش دے، ان کی قبر کو بقعۂ نور بنائے، ان کے سیئات کو حسنات میں تبدیل فرمائے، ان کے لواحقین کو دارین کی سعادت سے نوازے اور کل قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے سرفراز کرے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین۔

منجانب

جناب رفیق اشرفی تلوائی، خزانچی اشرف سمناں اکیڈمی، شاخ ہبلی کرناٹک

اہل سنت و جماعت اور مخدومی مشن کا بے باک ترجمان

ماہنامہ صوفی ملت

ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ

دسمبر ۲۰۱۸

بفیض روحانی

قدوۃ الکبریٰ محبوب یزدانی تارک السلطنت حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاجی الحرمین قدوۃ الآفاق حضرت سید شاہ عبدالرزاق نورالعین بغدادی حموی جانشین اول رضی اللہ عنہ

مخدوم الملۃ حضرت سید شاہ محمد اشرفی جیلانی محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشایخ عارف باللہ حضرت سید شاہ محی الدین اشرف اشرفی جیلانی (اچھے میاں) رحمۃ اللہ علیہ

حافظ قراءتِ سبعہ حضرت سید شاہ شبیر اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حبیب الاولیا حضرت سید شاہ حبیب اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بیادگار

صوفی ملت (بادشاہ پیر) حضرت سید شاہ محمد جہانگیر اشرف اشرفی جیلانی نواسۂ محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

زیر سر پرستی

تاج الاسلام حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد نظام الدین اشرف اشرفی جیلانی جانشین قطب المشایخ کچھوچھا شریف

زیر قیادت

اشرف العلما حضرت علامہ الحاج ابوالحسن سید محمد اشرف اشرفی جیلانی جانشین صوفی ملت کچھوچھا شریف

زیر عنایت

شیخ طریقت حضرت مولانا سید شاہ
محمد دستگیر اشرف اشرفی جیلانی
شہزادۂ صوفی ملت کچھوچھا شریف

مجلس مشاورت

- مفتی آل مصطفیٰ مصباحی
- مفتی محمد منظر حسن اشرفی مصباحی
- مفتی محمد اصغر علی اشرفی جامعی
- مفتی محمد رستم علی اشرفی جامعی

زیر عنایت

شیخ طریقت رئیس الملت حضرت سید شاہ
محمد رئیس اشرف اشرفی جیلانی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شاہِ میراں کھمبات گجرات

زیر نگرانی

افضل العلما حضرت مولانا
سید احمد اشرف اشرفی جیلانی
شہزادۂ صوفی ملت

مدیر مسئول

محمد قمر عالم اشرفی جامعی
(فون: 9936365903)

سرکولیشن منیجر و قانونی مشیر

محمد رفیق اشرفی گجراتی
(فون: 9426555620)

اس شمارہ میں پڑھیں

کالم	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
قرآنیات	اور رسول کہیں گے	ادارہ	
فرمانِ نبوی	تم رحم کرو زمین والوں پر	ادارہ	
فقہیات	شرعی مسائل	ادارہ	
گوشۂ سیرت	رسول اللہ رفیق اعلیٰ کے پاس	محمد قمر عالم اشرفی جامعی	
تحفظ عقائد	مشاجراتِ صحابہ	مفتی زین العابدین اشرفی	
تحفظ عقائد	فضائل صحابہ	معلمہ کنیز مانوی اشرفی سمنانی	
دبستان اولیا	حیات غوث الاعظم کی بعض جھلکیاں	معلمہ محبوب بی اشرفی سمنانی	
دبستان اولیا	تعلیماتِ غوث اعظم	مفتی اصغر علی اشرفی جامعی	
فکر امروز	ہم جنس پرستی اور اسلام کا نظریہ	مفتی سراج احمد قادری	
فکر امروز	خودکشی اسلام مخالف طرزِ عمل	مولانا عبد الواحد اشرفی جامعی	
اکابر خانوادہ اشرفیہ	مولانا احمد اشرف رحمۃ اللہ	مولانا علاء الحق اشرفی جامعی	
اکابر خانوادہ اشرفیہ	عالم ربانی اور تحفظ سنیت	محمد قمر عالم اشرفی جامعی	
دینیات	آؤ دین سیکھیں	ادارہ	
دینیات	بچوں کے لیے ضروری دعائیں	ادارہ	

قرآنیات

اور رسول کہیں گے!

ادارہ

اللہ رب العزت نے فرمایا:

''یہ معظم کتاب جس میں کوئی شک نہیں تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے ہدایت ہے۔'' (سورۃ البقرہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قرآن پڑھو، کیوں کہ کل قیامت کے روز قرآن اپنے ساتھیوں کے حق میں اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کرے گا۔'' (مشکاۃ المصابیح)

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

''اللہ رب العزت قرآن پڑھنے والوں کو وہ عطا فرماتا ہے جو دعا مانگنے والوں کو عطا نہیں فرماتا۔'' (مشکاۃ المصابیح)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''عنقریب فتنہ ہوگا! حضرت علی نے عرض کی: یا رسولَ اللہ ﷺ! ان فتنوں سے بچنے کا راستہ کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب، جس میں اگلوں اور پچھلوں کی خبریں ہیں اور تمہارے آپس کے فیصلے ہیں، قرآن فیصل ہے اور یہ کوئی مذاق نہیں ہے، جو ظالم اسے چھوڑے گا، اللہ اسے توڑ کر رکھ دے گا اور جو اسے چھوڑ کر دوسری جگہ ہدایت تلاش کرے گا، اللہ اسے گمراہ کر دے گا، وہ اللہ کی مضبوط رسّی اور حکمت والا ذکر ہے، وہ سیدھا راستہ ہے، قرآن وہ ہے جس کی برکت سے خواہشات میں کجی نہیں آتی، دوسری زبانیں مل کر اسے مشکوک نہیں بنا سکتیں، علما اس سے کبھی آسودہ نہیں ہوں گے، جو بار بار پڑھنے کے باوجود پرانا نہیں ہوگا، جس کے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے، قرآن وہ ہے جب اسے جنّات نے سنا تو یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے، جو اچھائی کی جانب رہنمائی کرتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے، جو قرآن کا قائل ہو وہ سچا ہے، جس نے اس پر عمل کیا وہ ثواب پائے گا، جو اس کے مطابق فیصلہ کرے گا وہ انصاف کرے گا اور جو اس کی طرف بلائے گا تو ضرور وہ سیدھی راہ کی طرف بلائے گا۔ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس کتاب قرآن مجید کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سربلند فرمائے گا اور دوسروں کو ذلیل کرے گا۔'' (مسلم)

آج ہم مسلمانوں کا ایک افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ ہم نے قرآن پڑھنا چھوڑ دیا ہے، ہم نے اپنی عملی زندگی میں قرآن کو پس پشت ڈال دیا ہے، ایک زمانہ میں قرآن کے ساتھ ہمارا افسوس ناک پہلو یہ تھا جس کو شاعر نے بیان کیا ہے۔

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں، آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں، دھودھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر وریشم کے، اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے، خوشبو میں بسایا جاتا ہوں

جب قول وقسم لینے کے لیے، تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے، ہاتھوں پہ اُٹھایا جاتا ہوں

میرا خیال ہے کہ شاعر نے قرآن مجید سے متعلق یہ افسوس ناک منظر جو کھینچا ہے، یہ کوئی چالیس پچاس برس کی بات ہوگی لیکن آج تو قرآن مجید کے ساتھ ہمارا برتاؤ بد سے بدتر ہوتا چلا جارہا ہے، مہینوں اور سالوں گزر جاتے ہیں، قرآن کی تلاوت اور اس پر عطر پاشی کی بات تو رہنے دیجیے، اس کے غلاف پر دھول جم جاتے ہیں مگر اسے صاف کرنے کی نوبت نہیں آتی ہے۔ ہم نے اپنے بچپن میں دیکھا تھا کہ دس گھروں میں کم از کم دو تین گھروں سے فجر کی نماز کے بعد قرآن پڑھنے کی صدائیں ضرور بلند ہوتی تھی لیکن آج عوام الناس کی بات تو جانے دیں خواص کا حال بھی قرآن مجید کے ساتھ کچھ اچھا نہیں ہے۔

کتنا عجیب وغریب منظر ہوگا جب رسول اللہ ﷺ اتنی کثرت سے اپنی گناہ گار امت کی شفاعت کرائیں گے کہ ابلیس خواہش کرے گا کہ کاش رسول اللہ ﷺ میری بھی بخشش کرادیں (طبرانی) لیکن اسی کے ساتھ رسول ﷺ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کچھ لوگوں سے متعلق یہ شکوہ کریں گے: ”اے اللہ! میری یہ قوم ہے جس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا تھا۔“

{وقال الرسول یرب إن قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا} ”اور رسول کہیں گے اے میرے رب! بے شک میری اس قوم نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا تھا۔“ (سورۃ الفرقان)

علما فرماتے ہیں کہ پانچ قسم کے لوگ ہیں جو قرآن کو چھوڑنے والے ہیں۔(۱) قرآن پر ایمان نہ رکھنے والے قرآن چھوڑنے والے ہیں۔(۲) قرآن نہ پڑھنے والے قرآن چھوڑنے والے ہیں۔(۳) قرآن پر عمل نہ کرنے والے قرآن چھوڑنے والے ہیں۔(۴) قرآن سے شفا نہ مانگنے والے قرآن چھوڑنے والے ہیں۔(۵) قرآن کو دوسروں تک نہ پہنچانے والے قرآن چھوڑنے والے ہیں۔

سلف نے قرآن کو کتنی مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا، اس کا اندازہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول سے لگایا جاسکتا ہے، وہ کہا کرتے تھے: ”لو ضل عقال بعیر لو جدتہ فی کتاب اللہ“ اگر اونٹ کی نکیل کی رسی گم ہوجائے تو بخدا میں اسے اللہ کی کتاب میں پالوں گا۔

ڈاکٹر اقبال نے ملتِ مسلمہ کے زوال و اضمحلال کی بنیادی وجہ قرآنِ حکیم سے دُوری اور اس کی تعلیمات سے چشم پوشی قرار دی ہے۔انھوں نے بڑے درد انگیز اور تڑپا دینے والے لہجہ میں امتِ مسلمہ کو یہ دعوت دی ہے:

خوار از مہجوری قرآں شدی
شکوہ سنج گردشِ دوراں شدی
اے چو شبنم بر زمین افتندہٖ
در بغل داری کتابِ زندہٖ!

اے مسلمان! تیری رسوائی کا سبب قرآن سے دُوری ہے۔ لیکن اس زبوں حالی پر الزام گردشِ زمانہ کو دے رہا ہے! اے وہ قوم! جو شبنم کے مانند زمین پر بکھری ہوئی ہے۔ اُٹھ کہ تیرے بغل میں ایک زندہ کتاب موجود ہے۔

قارئین کرام! آئیے عہد کریں کہ ہم اپنے گھروں کو قرآن کی تلاوت سے آباد کریں گے، ہم اپنے بچوں کو قرآن سکھائیں گے، ہم قرآن کو اپنی فکر بنائیں گے، ہم قرآن کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں گے، ہم قرآن کو اپنے روز مرہ کو معمول بنائیں گے، ہم قرآن کی دعوت کو عام کریں گے۔ زیادہ نہیں روزانہ صرف ایک صفحہ ترجمہ کے ساتھ، اگر آپ پڑھنا نہیں جانتے تو کسی بہترین پڑھنے والے سے سیکھ لیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔“ آپ نے اس فنا ہوجانے والی زندگی کے لیے بہت وقت نکالا ہے، ذرا آنے والی زندگی کے لیے بھی کچھ کر جائیں اور اللہ کے واسطے قرآن پڑھنا شروع کر دیں۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
ہم ہوئے خوار تارکِ قرآں ہو کر

فرمانِ نبوی

تم رحم کرو زمین والوں پر

ادارہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ''

ترجمہ:

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

ذخیرۂ احادیث میں یہ حدیث ایسی ہے جسے محدثین کی اصطلاح میں ''الحديث المسلسل بالأولية'' کہا جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کئی صدیوں تک محدثین کی ایک جماعت کا معمول رہا ہے کہ جب ان کے پاس حدیث کا کوئی طالب علم آتا تو سب سے پہلے اسے اِس حدیث کا درس دیتے تھے۔

ضیاء الدین ابو عبداللہ مقدسی (وفات: ۶۴۳) کہتے ہیں کہ یہ پہلی حدیث ہے جسے میں نے اپنے شیخ ابو الفرج عبدالرحمان بن علی بن محمد ابن جوزی سے سنا، ابن جوزی نے کہا کہ یہ پہلی حدیث ہے جس میں نے اپنے شیخ مؤذن نیشا پوری سے سنا، مؤذن نیشا پوری نے کہا کہ یہ پہلی حدیث ہے جسے میں نے اپنے شیخ ابو صالح احمد بن عبد الملک سے سنا، انھوں نے کہا کہ یہ پہلی حدیث ہے جسے میں نے اپنے شیخ ابو طاہر زیادی سے سنا، انھوں نے کہا کہ یہ پہلی حدیث ہے جسے میں نے ابو حامد بزاز سے سنا، انھوں نے کہا کہ یہ پہلی حدیث ہے جسے میں عبدالرحمان بن بشر سے سنا، انھوں نے کہا کہ یہ پہلی حدیث ہے جسے میں نے اپنے شیخ سفیان بن عیینہ سے سنا، انھوں نے کہا کہ ہم نے عمرو بن دینار سے، انھوں نے ابو قابوس سے سنا، انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ''

رسول اللہ ﷺ نے اس مختصر حدیث میں انسانیت و ہمدردی کا ایسا عام اصول اور جامع ضابطہ بیان فرمایا ہے کہ اس کی مثال کسی بھی معلم اخلاق اور مصلحِ انسانیت کے یہاں نہیں ملتی ہے۔ اس حدیث میں ایک ''مَن'' نے تعصب و تنگ نظری، تقسیم جات پات اور طبقاتی کشمکش کی تمام بنیادوں کو چکنا چور کیا ہے۔ انسان کسی بھی ذات و برادری سے تعلق رکھے، کسی بھی مسلک و مذہب کا حامی ہو، کسی بھی آئیڈیالوجی کو مانتا ہو کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتا ہو مگر

چوں کہ وہ انسان ہے، اس لیے انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے ساتھ ظلم وزیادتی کا معاملہ نہ کیا جائے، اس کے ساتھ بداخلاقی سے پیش نہ آیا جائے، اس کے حقوق تلف نہ کیے جائیں، اس کے ساتھ خیانت کا سودا نہ کیا جائے، اس کو حقیر نہ جانا جائے، اس کے ساتھ دھوکا نہ کیا جائے، اس کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔ بلکہ ایک حدیث میں تو یہاں تک فرمایا گیا:

''اَلْخَلْقُ کُلُّہُمْ عِیَالُ اللہِ، فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَی اللہِ أَنْفَعُہُمْ لِعِیَالِہٖ''

''یعنی صرف انسان نہیں بلکہ اللہ کی پیدا کی ہوئی ہر چیز اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ اسی کو سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہے جو اس کی مخلوق کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔''

آج حالات اتنے خراب کر دیے گئے ہیں کہ ہر شخص خوف وہراس کے سایہ میں سانس لے رہا ہے، نہ کسی کی عزت محفوظ نظر آرہی ہے اور نہ کسی کی جان، اخلاقی قدروں کو پامال کر دیا گیا ہے، جھوٹ، دغا، فریب، حسد، غیبت اور تکبر و استحقار ایسا لگتا ہے کہ آج کی نیکیاں بن گئی ہیں، انسانیت اپنی موت مر رہی ہے۔ اگر سراپا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صرف ایک حدیث پر عمل کر لیا جائے تو یہ انسانیت بڑی تباہی اور عظیم ہلاکت سے نجات پا سکتی ہے۔

حمد باری تعالیٰ

از: ڈاکٹر اقبال

خودی کا سِرِّ نہاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
خودی ہے تیغ، فساں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

کِیا ہے تُو نے متاعِ غرور کا سودا
فریب سُود و زیاں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند
بُتانِ وہم و گُماں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زنّاری
نہ ہے زماں نہ مکاں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

یہ نغمہ فصلِ گُل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حُکمِ اذاں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

فقہیات

شرعی مسائل

مولانا سید جاوید علی اشرفی، پرنسپل الجامعۃ الاشرفیہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات، ہبلی کرناٹک

مسئلہ:

بہت سے لوگ اتنی باریک تہبند پہن کر نماز پڑھتے ہیں کہ بدن جھلکتا ہے تو کیا ایسے لوگوں کی نماز ہو جائے گی اور کیا باریک دوپٹا اوڑھ کر عورتوں کی نماز ہو جائے گی۔

الجواب:

نماز کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے، ستر عورت، مرد کو ناف سے گھٹنے تک چھپانا فرض ہے۔ لہذا اتنی باریک تہبند پہن کر نماز پڑھی جس سے بدن کی رنگت چمکتی ہے تو نماز بالکل نہ ہوئی۔

عورتوں کو منھ، ہتھیلی اور تلووں کے علاوہ پورے بدن حتی کہ بالوں کا چھپانا بھی فرض ہے۔ لہذا عورت نے اتنا باریک دوپٹا اوڑھ کر نماز پڑھی جس سے بال کا رنگ جھلکے تو نماز نہ ہوگی۔ (فتاوی فیض الرسول: ۱/۲۳۴)

مسئلہ:

بے وضو درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب:

درود شریف ہر حال میں پڑھ سکتے ہیں، بے وضو تو بے وضو، جنبی و حائضہ کو بھی درود شریف پڑھنا جائز ہے، اگر چہ بہتر ہے کہ کلی کر کے پڑھے اور آدمی ہر حال میں باوضو رہنے کی کوشش کرے۔ (فتاویٰ امجدیہ: ۱/۹)

مسئلہ:

زید تین مرتبہ کہنیوں سمیت ہاتھ دھونے کے بعد پھر تین مرتبہ چلو میں پانی لے کر کہنیوں سے ہتھیلی تک پانی بہاتا ہے اور تین مرتبہ چلو میں پانی لے کر ہتھیلی سے کہنیوں تک بہاتا ہے۔ کیا زید کا ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب:

وضو میں جس عضو کو جہاں تک دھونے کا حکم ہے اس مقدار کے ہر حصے پر تین بار پانی بہانا سنت ہے خواہ تین بار پانی بہانے کے لیے کئی چلو پانی لینا پڑے، کیوں کہ تین چلو پانی لینا سنت نہیں بلکہ تین بار پانی بہانا سنت ہے۔ لہذا زید اگر کہنیوں سمیت ہاتھ کے ہر حصہ پر تین بار پانی بہانے کے بعد پھر کہنیوں سے ہتھیلیوں تک پانی بہاتا ہے تو یہ اسراف و گناہ اور خلافِ سنت ہے، ہاں اگر تبرید یعنی ٹھنڈک پہنچانا مقصود ہو تو گناہ نہیں ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول: ۱/۱۶۲)

گوشۂ سیرت

رسول اللہ رفیقِ اعلیٰ کے پاس

(دوسری قسط)

محمد قمر عالم اشرفی جامعی، کولکاتا

نبی کی موت اُمّت کے حق میں:

ایک مومن صادق کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ انبیاو مرسلین اور خدا کے مقرب بندے سراپا خیر و برکت ہوتے ہیں، اللہ رب العزت جس طرح ان کی زندگی کو عامۃ الناس کے لیے فیض رسانی کا ذریعہ بناتا ہے، یوں ہی ان مقرب بندوں کے اس دارِ فانی سے رخصت ہونے کے بعد ان کی فیض رسانی کا سلسلہ جاری وساری رہتا ہے۔

مسند بزار کی روایت میں ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"حیاتی خیر لکم تُحَدِّثون وَنُحَدِّثُ لکم وموتی خیر لکم تُعْرَضُ عَلَیَّ اعمالکم فما کان مِنْ حسنۃٍ حمدتُ اللّٰہَ علیہ وما کان من شرٍّ استغفرتُ لکم"

(مسند بزار: ۱۵-۵۸۵)

"اس دنیا میں میرا موجود رہنا بھی تمھارے لیے بہتر ہے کہ تم مجھ سے اپنی ضرورتیں، اپنی مشکلات اور اپنا دکھڑا بیان کرتے ہو اور ہم تمھیں اس کا حل بتاتے ہیں اور اس دنیا سے میرا رخصت ہو جانا یہ بھی تمھارے لیے بہتر ہے کیوں کہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے لہٰذا عمل اگر اچھا ہوگا تو میں اللہ کا شکر ادا کروں گا اور بہتر نہیں ہوگا تو میں تمھارے لیے توبہ واستغفار کروں گا۔"

نورالدین ہیثمی کہتے ہیں:

"ورجالہ رجال الصحیح" (مجمع الزوائد)

اس حدیث کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

ولی الدین عراقی کہتے ہیں:

"بزار نے جس سند کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے وہ عمدہ اور جید ہے۔" (طرح التثریب: ۳/۲۹۷)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کو جس باب میں نقل کیا ہے اس کا نام رکھا ہے "باب برکاتہ حیاو میتا" (المطالب العالیہ)

بخاری کی روایت میں ہے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے کچھ روز پہلے شہدائے احد کی قبروں پر اس طرح حاضری دی جیسے کوئی زندوں اور مرجانے والوں سے رخصت ہو رہا ہو، آپ نے ان کی قبر پر فاتحہ پڑھی، ان کے لیے دعائے استغفار کیا اس کے بعد منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا:

"إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ، وَأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيدٌ، وَإِنَّ

مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هٰذَا، وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا، وَلٰكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا"

"میں تم سے پہلے رخصت ہو رہا ہوں تاکہ تمھارے لیے آخرت کا راستہ ہموار کروں، سنو! میں تمھارے اعمال پر گواہ ہوں، میری تمھاری ملاقات کل قیامت کے دن حوضِ کوثر پر ہوگی، میں اس وقت حوضِ کوثر کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں، مجھے یہ خوف نہیں رہا کہ میرے بعد تم لوگ شرک کرو گے ہاں البتہ اس بات کا مجھے خوف ہے دنیا حاصل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو گے۔" (بخاری)

ایک بار مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے، آسمان نے بارش برسانا چھوڑ دیا، زمین نے اناج اُگانا بند کر دیا لوگ بھوک کی وجہ سے مرنے لگے، کچھ لوگ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں آتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے ام المومنین! قحط و خشک سالی کی وجہ سے ہمارے بچے مر رہے ہیں، ہمارے جانور لاغر اور کمزور ہو رہے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان سے فرماتی ہیں:

"اُنظُروا قبرَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاجعلوا امنہ کوی إلى السماء"

"جاؤ رسول اللہ ﷺ کے روضہ کے پاس جاؤ اور ذارا سا چھت کو اس طرح کھول دو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ نہ رہ جائے۔"

راوی کہتے ہیں:

" ففعلو افمُطِرنا مطرا حتی نبت العُشبُ وسمنت الابل حتی تفتّقت من الشحم فسمی عامَ الفتق"

لوگوں نے جیسے ہی چھت کو کھولا، اس قدر تیز بارش ہوئی کہ زمین ہری بھری ہوگئی اور جانور اتنے موٹے ہو گئے کہ لگتا تھا کہ چربی کی وجہ سے ان کا جسم پھٹ جائے گا، اس لیے اس سال کا نام "عام الفتق"، رکھ دیا گیا۔ (سنن دارمی)

حیثیتِ حدیث:

حسین سلیم اسد دارانی جنھوں نے سنن دارمی پر تحقیق کا کام کیا ہے، وہ کہتے ہیں: اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں۔

بیماری کا آغاز:

مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدھ کی رات جنت البقیع تشریف لے گئے اور اسی کی صبح سے آپ کی بیماری کا آغاز ہوا، بیماری سخت دردِ سر سے شروع ہوئی چنانچہ دورانِ علالت سر مبارک پر برابر پٹی باندھے رہتے، پھر تیز بخار آنے لگا، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو میں آپ کی عیادت کے لیے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ کو سخت بخار ہے جس کی وجہ سے آپ کا پورا جسم کانپ رہا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کے جسمِ مبارک پر ہاتھ رکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو تو بہت تیز بخار ہے، آپ نے فرمایا:

"مامن مسلم یصیبہ اذی الا حاتَ اللّٰہُ عنہ خطایا کما تحاتُ ورقُ الشجر"

جب کوئی مسلمان کسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو اس سے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے۔ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ ۱۳ / ۱۴ روز سخت بیمار رہے اور اسی حالت میں مسجدِ نبوی تشریف لاتے رہے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے مگر وفات سے تین روز قبل عشاء کی نماز کا وقت تھا، آپ کے جسم میں اتنی کمزوری اور نقاہت آ گئی کہ بار بار آپ پر غشی طاری ہو رہی تھی اور مسجدِ نبوی میں حاضر ہونا آپ کے لیے مشکل ہو گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس روز رسول اللہ ﷺ کو جب بھی ذرا افاقہ ہوا آپ کا بس یہی سوال تھا ”أصلی الناس“ کیا لوگ عشاء کی نماز پڑھ چکے، میں جواب دیتی ”لا، هم ینتظرونك یارسول الله“ یارسول اللہ نہیں بلکہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ فرماتے: ”ضعوا الی ماء فی المخضب“ میرے لیے پانی رکھو چنانچہ آپ غسل فرماتے اور مسجدِ نبوی جانے کا ارادہ کرتے کہ پھر بے ہوش ہو جاتے جب افاقہ ہوتا تو یہی سوال دہراتے: ”أصلی الناس“ کیا لوگ عشا کی نماز پڑھ چکے میں جواب دیتی ”لا، هم ینتظرونك یارسول الله“ یارسول اللہ نہیں بلکہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ فرماتے: ”ضعوا لی ماء فی المخضب“ میرے لیے پانی رکھو چنانچہ آپ غسل فرماتے اور مسجدِ نبوی جانے کا ارادہ کرتے کہ پھر بے ہوش ہو جاتے یہاں تک کہ تین مرتبہ آپ نے غسل فرمایا اور جیسے ہی مسجدِ نبوی جانے کا ارادہ فرمایا، پھر آپ پر غشی طاری ہو جاتی یہاں تک کہ چوتھی مرتبہ جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا: ”مروا أبابکر یصلی بالناس“ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں المختصر یہ کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ ابن سعد کی الطبقات الکبریٰ میں ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”لما قام أبو بکر مقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشتد بکائہ وافتتن واشتد بکاء من خلفہ لفقد نبیہم صلی اللہ علیہ وسلم“

”جب ابوبکر محرابِ نبی میں کھڑے ہوئے تو زار وقطار رونے لگے اور پیچھے نماز پڑھنے والے بھی اس قدر رونے لگے کہ ان کی ہچکی بندھ گئی اس لیے کہ آج وہ محراب کو اپنے نبی سے خالی دیکھ رہے تھے۔“

انصار صحابہ کا رونا:

بخاری کی روایت میں ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضور کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گذرے دیکھا کہ وہ بیٹھے رو رہے ہیں، حضرت عباس نے پوچھا ”ما یبکیکم“ تم لوگ کیوں رو رہے ہو؟ انصار صحابہ نے جواب دیا:

”ذکرنا مجلس النبی صلی اللہ علیہ وسلم منا“
”ہمیں حضور کی مجلس یاد آرہی ہے۔“

روایات میں آتا ہے کہ آپ کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب نے جیسے ہی آپ کو انصار کے رونے کی خبر دی، آپ ﷺ چادر اوڑھے مسجد نبوی میں تشریف لاتے ہیں، سر میں تکلیف کی وجہ سے آپ نے کالی پٹی باندھ رکھی تھی، منبر پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور انصار صحابہ کے تعلق سے خطبہ ارشاد فرماتے ہیں:

”أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقِلُّ الأَنْصَارُ، حَتَّى يَكُونُوا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ المِلْحِ فِي الطَّعَامِ، فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيهِ آخَرِينَ، فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ“

”دوسرے لوگ تو بڑھتے رہیں گے اور انصار کی تعداد گھٹتی جائے گی یہاں تک کہ یہ لوگ کھانے میں نمک کے برابر رہ جائیں گے۔ لہٰذا تم میں سے اگر کوئی ایسے عہدہ پر فائز ہو جس میں لوگوں کے فائدہ اور نقصان کا نگراں ہو تو انصار کی قدر کرے اور ان میں سے اگر کسی سے خطا ہو جائے تو اس سے درگذر کرے۔“

بخاری میں دوسرے مقام پر ہے، آپ ﷺ نے انصار صحابہ کے تعلق سے ارشاد فرمایا:

”أُوصِيكُمْ بِالأَنْصَارِ، فَإِنَّهُمْ كَرِشِي وَعَيْبَتِي، وَقَدْ قَضَوُا الَّذِي عَلَيْهِمْ، وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ“

”لوگو! میں تمھیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، انصار میرے جسم وجان ہیں انہوں نے اپنا حق ادا کر دیا، ان کا حق باقی رہ گیا لہٰذا ان کا عذر قبول کرو اور اگر ان سے کوئی خطا ہو جائے تو اسے درگذر کرو۔“

عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قریبِ وصال ہمیں ایک ایسا وعظ فرمایا جس پر آنکھیں بہہ پڑیں اور دل خوف سے کانپ گئے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ نصیحت تو ایسی ہے جیسی رخصت کے وقت کی جاتی ہے، یا رسول اللہ! ہمیں نصیحت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمھیں ایک ایسے صاف راستہ پر چھوڑے جا رہا ہوں جس کی رات بھی ویسی ہی روشن ہے جیسا اس کا دن روشن ہے، میرے بعد اس راستہ سے وہی بھٹکے گا جو یقینا ہلاک ہونے والا ہے۔ تم میں سے جو زندہ رہیں گے، وہ عنقریب بڑا اختلاف دیکھیں گے ایسی حالت میں تم اپنی جانی بوجھی میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہنا۔ تم پر سمع وطاعت واجب ہے اگرچہ حاکم ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اسے دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو کیوں کہ مومن نرم ناک والے اونٹ کی طرح ہے جدھر چلا یا جاتا ہے، چلا جاتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل: ۵-۱۰۹)

(جاری)

مولانا رومی کی وصیتیں

میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کھلے اور چھپے خدا سے ڈرنے کی۔

کھانے، سونے اور بولنے میں کمی کرو۔

گناہوں سے دور رہو۔

خواہشوں کو چھوڑ دو۔

قیامِ شب اور روزوں کا اہتمام کرو۔

ہر طرح کے انسانوں کی جفاؤں کو برداشت کرو۔

نادانوں اور عامیوں کی ہم نشینی چھوڑ و۔

نیکوں اور بزرگوں کی صحبت اختیار کرو۔

بہترین آدمی وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔

بہترین کلام وہ ہے جو مختصر اور دلیل والا ہو۔

ترکِ ہوا قوت پیغمبری ایست۔

تمام تعریف وتوصیف خدائے واحد کے لیے ہے۔

اور اس کے پیغمبر ﷺ پر سلام ہو۔

بیٹا! کوشش میں لگا، رہ مرتے دم تک کوئی وقت ضرور آئے گا کہ عنایتِ خداوندی تجھے پا کر ہوگی۔

ہستی کا آئینہ فنا ہے، فنا اختیار کرتا کہ تو ہستی کو دیکھ لے۔

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گل ایراں وہی تبریز ہے ساقی

(حکایات رومی)

تحفظ عقائد

مشاجراتِ صحابہ

مفتی زین العابدین اشرفی بنارسی

ادھر چند ہفتوں سے سوشل میڈیا پر ایک بحث بہت زور وشور سے چل رہی ہے۔ کچھ لوگ حب مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم میں اس قدر آگے نکل گئے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن وطعن، گالی گلوج حتیٰ کہ صحابیت سے ہی انکار کر رہے ہیں، حالاں کہ یہ رافضیت زدہ افکار ونظریات کی ترجمانی ہے۔ دوسری جانب حضرت معاویہ کی طرف داری میں کچھ لوگ اتنا آگے بڑھ گئے ہیں کہ شعوری یا غیر شعوری طور پر دامادِ پیمبر، خلیفۂ رابع، بابِ علم وحکمت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے حضرت امیر معاویہ کا تقابل کر رہے ہیں، جب کہ یہ فکرِ ناصبیت کی ترویج واشاعت کا پیش خیمہ ہے۔ دونوں حضرات کی صحابیت مسلم ہے، لیکن مقام ومرتبہ اور دربابِ فضیلت ومنقبت ایک صفِ اول میں ہیں تو دوسرے صفِ آخر میں۔ یہ بات بھی ذہن نشیں رکھنی چاہیے کہ حضرت مولا علی اور حضرت معاویہ کے مابین جو جنگیں ہوئی ہیں، ان میں حق یقینی طور پر حضرت مولا علی کے ساتھ تھا، جب کہ حضرت معاویہ اور ان کی جماعت خطا پر تھی۔ اسی پس منظر میں تقریباً دو سال قبل ۲۰۱۶ ماہِ اکتوبر ماہنامہ اشرفیہ میں میری ایک تحریر شائع ہوئی تھی، جسے قارئین نے بہت سراہا تھا، اسے کچھ حذف واضافے کے ساتھ بطورِ قندِ مکرر شائع کیا جا رہا ہے۔ اشرفی

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جماعت وہ مقدس جماعت ہے، جن کی فضیلت میں اللہ رب العزت نے قرآن پاک کی آیتیں نازل فرمائیں، جن کی عظمت وفضیلت میں بے شمار حدیثیں آئیں، جن کی محبت کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی محبت اور جن سے بغض وعناد کو اپنی دشمنی قرار دی۔ جن کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میرے صحابہ میری امت کے لیے امن وامان ہیں“۔ ایک حدیث میں ارشاد ہوا: ”میری امت کے سب سے بہترین افراد وہ ہیں جو میرے زمانہ میں ہیں“۔ ایک روایت میں ہے: ”میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں، ان میں سے جن کی بھی تم اتباع کروگے ہدایت یافتہ رہوگے“۔

الغرض یہ کہ صحابہ وہ مقدس نفوس ہیں کہ روئے زمین پر ازل سے لے کر ابد تک نہ کسی نے ایسی صالح اور پاکیزہ جماعت دیکھی ہے اور نہ صبحِ قیامت تک کسی کی نگاہ ایسی مقدس جماعت دیکھ سکتی ہے۔ شہاب الدین قرافی مالکی (وفات: ۶۸۴ھ) نے اپنی بے نظیر کتاب ”الفروق“ میں لکھا ہے:

”لَوْ لَمْ يَكُنْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْجِزَةٌ إِلَّا أَصْحَابُهُ لَكَفَوْهُ فِي إِثْبَاتِ نُبُوَّتِهِ“

”اگر نبی ﷺ کا کوئی اور معجزہ نہ ہوتا تو یہ صحابۂ کرام کی مقدس جماعت ہی اثباتِ نبوت کے لیے کافی ہوتی“۔

(الفروق: ۱۷۰/۴)

صحابی کی تعریف:

جمہور محدثین کے نزدیک صحابی وہ خوش نصیب وسعادت مند انسان ہے جسے نبی ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی، وہ ایمان لایا اور اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا۔

مشاجراتِ صحابہ کا مفہوم:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد قصاصِ عثمان کی بنیاد پر صحابہ کے مابین جو محاربات و منازعات اور لڑائیاں ہوئیں ان کو مشاجراتِ صحابہ کہا جاتا ہے۔

صحابہ اور اہلِ سنت و جماعت کا اجمالی موقف:

(۱) صحابہ کے درمیان جو مشاجرات ہوئے، ان میں دونوں جانب اکابر صحابہ تھے، اگر ایک طرف حضرت علی، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ تھے تو دوسری جانب حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسی عظیم ہستیاں تھیں اور ہر ایک صحابی حق تک پہنچنے کے لیے پوری جدو جہد، تگ ودَو اور کوشش بلیغ میں تھا۔

(۲) امتِ مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ ہر صحابی کا ذکر بھلائی کے ساتھ ہی کیا جائے گا۔

(۳) کسی بھی صحابی کی تنقیصِ شان موجب ضلالت ہے۔

مشاجراتِ صحابہ کے متعلق جمہور سلف کا موقف:

(۱) امام مالک بن انس (وفات: ۱۷۹ھ)
(۲) شہاب بن خراش ابوالصلت واسطی (وفات: ۱۸۰ھ سے قبل)
(۳) امام شافعی (وفات: ۲۰۴ھ)
(۴) عبداللہ بن سوّار قاضی بصرہ (وفات: ۲۲۸ھ)
(۵) امام ابوجعفر طحاوی (وفات: ۳۲۱ھ)
(۶) ابوالحسن اشعري (وفات: ۳۲۴ھ)
(۷) ابومحمد حسن بن علی بر بہاری (وفات: ۳۲۹ھ)
(۸) ابوبکر آجُرّی بغدادی (وفات: ۳۶۰ھ)
(۹) عبداللہ بن ابی زید قیروانی مالکی (وفات: ۳۸۶ھ)
(۱۰) ابن بَطہ عکبری (وفات: ۳۸۷ھ)
(۱۱) ابوسلیمان خطّابی (وفات: ۳۸۸ھ)
(۱۲) ابوبکر باقلانی (وفات: ۴۰۳ھ)
(۱۳) ابن فورک انصاری اصبہانی شافعی (وفات: ۴۰۶ھ)
(۱۴) ابوبکر خطیب بغدادی (وفات: ۴۶۳ھ)
(۱۵) ابن عبدالبر قرطبي (وفات: ۴۶۳ھ)
(۱۶) حجۃ الاسلام امام غزالی (وفات: ۵۰۵ھ)
(۱۷) ابوالحسین بن ابی یعلیٰ (وفات: ۵۲۶ھ)
(۱۸) ابوبکر بن عربی اشبیلی مالکی (۵۴۳ھ)
(۱۹) قاضی عیاض مالکی (وفات: ۵۴۴ھ)
(۲۰) غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی (وفات: ۵۶۱ھ)
(۲۱) ابن قدامہ مقدسی حنبلی (۶۲۰ھ)
(۲۲) شیخ شہاب الدین سہروردی شافعی (وفات: ۶۳۲ھ)
(۲۳) ابوعبداللہ قرطبی (وفات: ۶۷۱ھ)
(۲۴) امام محی الدین نووی (وفات: ۶۷۶ھ)
(۲۵) ابن تیمیہ حرانی حنبلی (وفات: ۷۲۸ھ)
(۲۶) ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ اشعری اندلسی (وفات: ۷۴۱ھ)
(۲۷) شمس الدین ذہبی (وفات: ۷۴۸ھ)
(۲۸) شمس الدین مقدسی صالحی حنبلی (وفات: ۷۶۳ھ)
(۲۹) صلاح الدین خلیل بن احمد صفدی (وفات: ۷۶۴ھ)

(۳۰) بدرالدین بن تقی الدین شبلی دمشقی حنفی (وفات:۷۶۹ھ)
(۳۱) ابن کثیر دمشقی (وفات:۷۷۴ھ)
(۳۲) سعدالدین تفتازانی (وفات:۷۹۱ھ)
(۳۳) ابن ابی العزدمشقی حنفی (وفات:۷۹۲ھ)
(۳۴) ابن ملقن سراج الدین شافعی (وفات:۸۰۴ھ)
(۳۵) علامہ ابن حجرعسقلانی (وفات:۸۵۲ھ)
(۳۶) علامہ بدرالدین عینی حنفی (وفات:۸۵۵ھ)
(۳۷) علامہ کمال الدین بن ہمام حنفی (وفات:۸۶۱ھ)
(۳۸) ابوالعباس شہاب الدین زَرُّوق (وفات:۸۹۹ھ)
(۳۹) شمس الدین سخاوی (وفات:۹۰۲ھ)
(۴۰) احمد بن محمد قسطلانی (وفات:۹۲۳ھ)
(۴۱) عبدالوہاب شعرانی (وفات:۹۷۳ھ)
(۴۲) علامہ احمد بن حجر ہیتمی (وفات:۹۷۳ھ)
(۴۳) مجددِالفِ ثانی شیخ احمد سرہندی (وفات:۱۰۳۴ھ)
(۴۴) علامہ برہان الدین لَقَانی مالکی (وفات:۱۰۴۱ھ)
(۴۵) اسماعیل حقی حنفی (وفات:۱۱۲۷ھ)
(۴۶) محمد بن محمد حسینی دمیاطی اشعری شافعی (وفات:۱۱۴۰ھ)
(۴۷) امام الہندشاہ ولی اللہ محدث دہلوی (وفات:۱۱۷۶ھ)
(۴۸) شمس الدین ابوالعون سفارینی حنبلی (۱۱۸۸ھ)
(۴۹) عبدالعزیز بن احمد فرہاروی (وفات:۱۲۳۹ھ)
(۵۰) یوسف بن اسماعیل نبہانی (وفات:۱۳۵۰ھ)

یہ سارے علما، فقہا، ائمۂ محدثین، صالحین اور مجتہدین اس بات کے قائل ہیں کہ مشاجراتِ صحابہ میں اپنی زبان کو روکنا اوران کی خطا کو خطائے اجتہادی تصور کرنا ہی اہلِ سنت وجماعت کا موقف ومذہب ہے۔

صحابہ کی شان میں زبانِ طعن دراز کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی متعدد حدیثوں میں صحابہ کو برا بھلا کہنے، ان پر زبانِ طعن دراز کرنے اوران کو اذیت دینے سے منع فرمایا، صحابی کی محبت کو اپنی محبت فرمایا اور بھلائی کے ساتھ ان کا ذکر کرنے کا حکم دیا۔ امام بخاری اپنی صحیح میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’میرے صحابہ کو گالی نہ دینا اس لیے کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو وہ میرے کسی صحابی کے دیے ہوئے آدھا کلو خیرات کے برابر نہیں ہوسکتا‘‘۔

امام بیہقی ’’الاعتقاد‘‘ میں، امام بغوی ’’شرح السنہ‘‘ میں اورابن شبہ ’’تاریخ مدینہ‘‘ میں روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’میرے صحابہ کی تعظیم کرو کیوں کہ وہ تم میں سب سے افضل ہیں‘‘۔

امام ترمذی اپنی ’’جامع‘‘ میں، امام احمد بن حنبل اپنی ’’مسند‘‘ میں، ابونعیم اصبہانی ’’حلیۃ الاولیاء‘‘ میں اور ابن عساکر ’’معجم الشیوخ‘‘ میں نقل کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ’’اللہ اللہ میرے صحابہ، تم لوگ میرے بعد انھیں نشانہ نہ بنانا، جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اورجس نے ان سے بغض رکھا اس نے میری عداوت میں ان سے بغض رکھا، جس نے انھیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ ربّ العزت کو اذیت دی اورجس نے اللہ کو اذیت دی قریب ہے کہ وہ اُسے اپنی

گرفت میں لے لے"۔

ابن عدي جرجاني "الکامل فی ضعفاء الرجال" میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ أَشْرَارَ أُمَّتِي أَجْرَؤُهُمْ عَلَى صَحَابَتِي"

بے شک میری امت میں سب سے بدترین لوگ وہ ہوں گے جو میرے صحابہ پر جری و بے باک ہوں گے"۔

ابو بکر باقلاني نے "الانصاف" میں، شیخ الاسلام زکریا انصاری نے "غایۃ الوصول" میں، ملا علی قاری نے "شرح الشفا" میں اور ابن اثیر جزری نے "النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر" میں نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِيَّاكُم وَمَا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَابِي" "میرے صحابہ کے درمیان جو مشاجرات ہوئے ان سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

ابو بکر عبد الرزاق صنعانی "الامالی فی آثار الصحابہ" میں، طبراني اپنی "معجم کبیر" میں، ابن عدی "الکامل فی ضعفاء الرجال" میں، ابو نعیم اصبہانی "حلیۃ الاولیاء" اور "تثبیت الامامۃ" میں اور ابو بکر بیہقی "القضاء والقدر" میں نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَأَمْسِكُوا" "جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو اپنی زبان کو محتاط رکھو۔

ابو بکر بن ابی شیبہ اپنی "مصنف" میں، ابو بکر بزار اپنی "مسند" میں اور علی بن جعد بغدادی اپنی "مسند" میں روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے"

ابو عیسیٰ ترمذی نے "جامع ترمذی" میں اور طبرانی نے اپنی "معجم اوسط" میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دے رہے ہے تو کہو تمھارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو"۔

طبرانی اپنی "معجم کبیر" اور "معجم اوسط" دونوں میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے میرے صحابہ کے سلسلے میں میرا پاس ولحاظ رکھا وہ میرے حوض پر میرے ساتھ رہے گا اور جس نے میرا لحاظ نہیں رکھا قیامت کے دن مجھ کو دور ہی سے دیکھے گا"۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ صدر اول کے مشاجرات کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جواب دیا کہ میں وہی کہتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

{رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا}

"اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے اور ہمارے دلوں میں مومنوں کے لیے حسد و بغض نہ پیدا کر"۔

(الانصاف للباقلانی ۱/ ۲۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میمون بن مہران سے فرماتے ہیں:

"اے میمون! سلف کو سبّ وشتم نہ کرو اور سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ"۔

(تاریخ الرقۃ: ۱/ ۵۸، تاریخ دمشق لابن عساکر: ۶۱/ ۳۴۹)

(پہلی قسط)

تحفظ عقائد

فضائل صحابہ

معلمہ کنیز فاطمہ مانوی اشرفی سمنانی
استاذہ الجامعۃ الاشرفیہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات، ہبلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو سارے جہاں کا پرورد گار ہے، سب کو پیدا کرنے والا وہی ہے، زندگی اور موت اسی کے اختیار میں ہے جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلیل کر دے ساری بھلائی اسی کے دست قدرت میں ہے وہ جو چاہے کرے۔

بے شمار ولا تعداد درود وسلام اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اس سراپا نور ہدایت پر جسے خدائے تعالیٰ نے سب کچھ دیا، جس کو دیا سب اسی کے صدقے اور وسیلے سے دیا اور مخلوق پر اپنی ہر نعمت واحسان کو اس کے طفیل پورا کیا۔

برکتیں نازل ہوں ان کی آل واصحاب پر جو ڈوبتوں کو پار لگانے والے اور کالی اندھیری راتوں میں روشن چراغ ہیں، ان سے محبت اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے۔

جس وقت دنیا کفر وشرک، جہالت وانانیت اور ظلم وستم کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں غرق تھی، رحمت خداوندی کا دریا جوش میں آیا اور سید الکونین سراج منیر سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخلوق کی ہدایت کے لیے اپنے گھر مکہ مکرمہ میں مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کا بچپن نرالا اور شباب انوکھا، ایام جاہلیت کی برائیوں سے دور اور قوم کی گمراہیوں سے بالکلیہ انقطاع۔ امانت و دیانت، عفت و پاکدامنی اور شجاعت وصداقت میں منفرد و یکتا اسی لیے پوری قوم نے آپ کو صادق وامین کے لقب سے ملقب کیا، چالیس برس کی عمر میں وحی کا آغاز ہوا، اب آپ کی سب سے بڑی ذمہ داری فریضۂ دعوت وتبلیغ تھا۔ کفار ومشرکین جو جہنم کا ایندھن بن چکے تھے، ان میں سے ایک ایک کو گویا جہنم سے نکال کر جنت میں داخلے کی شبانہ روز محنت شروع ہوئی۔ شدید مخالفتوں اور ایذاؤں کے باوجود نور وہدایت خداوندی کا چراغ روشن سے روشن تر ہوتا چلا گیا۔ کفار نے اسے بجھانے کے لیے سو پاپڑ بیلے لیکن اعلان خداوندی ہوا۔

{ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون}

”اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے، اگرچہ کافر ناپسند کریں۔“

قرآن اور رسول پاک ﷺ کے نورِ ہدایت سے جو شمعیں روشن ہوئیں اور براہِ راست مشکاۃِ نبوت سے فیض پانے والے صحابہ کرام تھے۔آپ کی بارگاہ میں سیدنا صدیق اکبر آئے، فاروق اعظم آئے، سیدنا عثمان آئے، سیدنا علی آئے، سیدنا زبیر آئے، ابوذر غفاری آئے، بلال و عمار آئے اور ان جیسے ہزار ہا خلقت آئی، ہر آنے والے پر محبوب رب العالمین کا وہ رنگ چڑھا کہ سورج کی آنکھ نے نہ پہلے کبھی دیکھا اور نہ بعد میں کبھی دیکھا۔

بہر حال صحابہ کرام کیا تھے اور کون تھے؟ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرنے والے اولین افراد، وحی الٰہی کے اولین مخاطب اور قرآن مجید کو سینوں میں محفوظ کرنے والے پہلے حفاظ ہیں، وہ اللہ کے رسول اور امت کے درمیان مقدس واسطہ ہیں، وہ معلم کتاب وحکمت کے ایسے شاگرد تھے جن کے سینے علم کے گنجینے تھے۔ یہ وہ سعادت مند اور خوش قسمت ہستیاں ہیں جنھوں نے آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور آپ پر ایمان لائے، خواہ وہ آپ کی صحبت میں طویل مدت ٹھہرے یا کم، آپ سے روایت کی یا نہ کی، آپ کے ساتھ جہاد میں گئے یا نہ گئے،کسی عارضے کی وجہ سے چشمِ بینا سے آپ کو دیکھا یا نہ دیکھا اور متاع ایمان کو بچاتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔حجۃ الوداع کے موقع پر کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے سننے اور آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا شرف حاصل کیا اور دنیا سے رخصت ہونے والے آخری صحابی حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ ہیں جنھوں نے ایک سو دس ہجری میں مکہ میں وفات پائی۔

صحابہ کرام کی فضیلت وعظمت میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ملاحظہ کریں، آپ ﷺ نے فرمایا:

’’میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ،ان میں سوائے ایک کے سب جہنم میں جائیں گے، پوچھا گیا جو جہنم میں نہیں جائے گی وہ کون سی جماعت ہے؟ ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو میرے اور میرے صحابہ کے راستہ کو اپنائیں گے۔‘‘

امت محمدی ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں "امتِ وسط " یعنی درمیانی امت سے تعبیر فرمایا۔ درمیانی امت سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جو درمیان اور بیچ میں ہو دونوں کناروں سے اس کی دوری برابر ہوتی اور چوں کہ عموماً گڑ بڑی اور فساد وخرابی کناروں میں آتی ہے، درمیان کی چیز غالباً محفوظ صحیح وسالم عمدہ و بہتر ہوتی ہے۔اس لیے علمائے مفسرین نے اس کے معنی افضل و بہترین امت لکھے۔انسان کی خصلتوں میں بھی عموماً درمیانی اور بیچ کی روش اچھی ہوتی ہے مثلاً کنجوس ہونا ایک بری عادت ہے اور فضول خرچی ایک خراب روش ہے اور ان دونوں کے بیچ کا راستہ جو سخاوت ہے وہ عمدہ اور اچھی عادت ہے،.بہت زیادہ موٹے انسان کو دیکھ کر لوگ ہنستے ہیں اور زیادہ دبلے پتلے سوکھے ہوئے کو بھی گری نظروں سے دیکھتے ہیں،سوکھے اور قحط سالی سے بھی بربادی آتی ہے اور بارش کی بہت زیادتی بھی سیلاب کی شکل میں تباہی لاتی ہے،.بہت زیادہ گرمی سے بھی

انسان کی طبیعت گھبراتی ہے اور ناقابل برداشت سردی بھی اسے بے چین کر دیتی ہے۔ غرض یہ کہ عادات وشمائل ہوں یا معاشراتی امور عموماً درمیان میں ہونا ہی افضل و بہتر و پسندیدہ ہے۔ ''امتِ وسط'' کے معنیٰ میں مفسرین کرام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ پچھلی امتیں غلو اور تقصیر میں مبتلا ہوئیں ''غلو'' کے معنی ہیں تعریف میں حد سے آگے بڑھ جانا اور ''تقصیر'' کے معنی ہیں مرتبے کو گھٹانا اور توہین وتذلیل کرنا مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملے میں عیسائی غلو کر بیٹھے اور انھیں خدائے تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا اور بعض نے انھیں خدا ہی مان لیا اور یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کو زانیہ اور بدکار قرار دے کر جناب عیسیٰ علیہ السلام کو ولد الزنا کہہ ڈالا ''نعوذ باللہ من شر الأقوال'' جب کہ اسلامی نقطہ نظر سے حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے، نہ کسی زانیہ کے بچے بلکہ خدائے تعالیٰ کے برگزیدہ بندے، صاحب عظمت وجلال اور نبی ورسول ہیں۔

ایک حدیث میں پیغمبر اسلام ﷺ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ بیچ اور درمیان کا راستہ ہی سیدھا اور سچا راستہ ہے اور جو اِدھر اُدھر ہیں وہ سب ٹیڑھے اور گمراہی کے راستے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے ایک خط کھینچا پھر فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے اس کے بعد اس کے دائیں اور بائیں جانب خط کھینچے اور فرمایا کہ یہ وہ راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔
(مشکاۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ: ۳۰)

صحابہ کرام قرآنِ کریم کی روشنی میں:

صحابہ کرام کی عظمت ورفعت، نصیبہ وری وفتح مندی اور شان ومقام کو قرآن مجید میں جا بجا اجاگر کیا گیا ہے۔ چند مقامات ملاحظہ ہوں:

صحابہ کرام کا تزکیہ وتعلیم محبوب خدا ﷺ نے فرمائی۔

{ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین} (سورۃ الجمعہ)

''وہی ذات ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انھیں میں سے ایک (عظمتوں والا) رسول بھیجا، جو ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے، انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے دلوں کو ایمان سے مزین کیا اور کفر وفسق کو ان سے دور فرمایا۔

{ولکن اللہ حبب إلیکم الإیمان وزینہ فی قلوبکم و کرہ إلیکم الکفر والفسوق والعصیان أولئک ھم الراشدون} (سورۃ الحجرات)

''اور لیکن اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے ایمان کو پسند کیا اور اسے تمھارے دلوں میں نقش کر دیا ہے اور کفر، بدکاری، نافرمانی کو تمھارے لیے ناپسند کیا، یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔''

صحابہ کرام باہم نرم خو اور دشمنانِ اسلام کے حق میں

سخت،خلوص وللّٰہیت کے ساتھ رکوع وسجود کے ساتھ رضائے الٰہی تلاش کرنے والے ہیں

{محمد رسول اللہ والذین معہ اشدآء علی الکفار رحمآء بینہم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا}(سورۃ الفتح)

’’محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو (صحابہ) ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بہت سخت اور آپس میں بڑے مہربان ہیں،آپ انھیں رکوع اور سجدے کرتے دیکھیں گے اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اوراس کی رضا تلاش کرتے ہیں۔‘‘

صحابہ کرام کا ایمان کھرا،عمدہ وکامل ہے دوسروں کو حکم دیا گیا کہ ان کی طرح ایمان لاؤ

{وإذا قیل لہم آمنوا کما آمن الناس قالوا أنؤمن کما آمن السفہآء ألآ إنہم ھم السفہآء ولکن لا یعلمون}(سورۃ البقرہ)

’’اورجب ان (منافقین) سے کہاجاتا ہے کہ ایمان لاؤ جیسے لوگوں (صحابہ) نے ایمان لایا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائیں جیسے بے وقوفوں نے لایا ہے خبردار! یہی لوگ بے وقوف ہیں لیکن وہ جانتے نہیں ہیں۔‘‘

عامۃ المفسرین کا قول ہے کہ اس آیت میں ’’الناس‘‘ سے مراد صحابہ کرام ہیں ۔معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی شخصیات ونظریات کا منکر بظاہر کتنا ہی پڑھا لکھا اور دانشمند ہی کیوں نہ ہومگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بے وقوف ،بے علم اور جاہل ہے، عقلمند اور صاحب علم وہی لوگ ہیں جو صحابہ کرام کی شخصیات اور ان کے عقائد ونظریات کو بھی برحق اور قابل عمل سمجھیں۔

ایک مقام پر صحابہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

{فإن آمنوا بمثل ما آمنتم بہ فقد اھتدوا وإن تولوا فإنما ھم فی شقاق}(سورۃ البقرہ)

’’تو اگروہ ایمان لائیں جس طرح تم لوگوں نے ایمان لایا ہے تو وہ ہدایت پائیں گے اور اگروہ پھر گئے تو بے شک وہ ہلاکت میں ہیں۔‘‘

اس آیت میں صحابہ کرام کو ایمان اور ہدایت کا معیار قرار دیا گیا۔اگر کوئی آدمی اپنے ایمان کو پرکھنا چاہئے تو صحابہ کرام کا معیار ایمان دیکھ لے،اگر اس کا ایمان ان کے ایمان کے معیار پر پورا اترے تو وہ یقیناًہدایت یافتہ ہے۔

حضرات صحابہ کی عبادت ،نماز ،روزہ ،صدقات ،تقویٰ وطہارت ،جنت ودوزخ کا گویا آنکھوں کے سامنے ہونا، رضائے الٰہی کے لیے جانثاری وغیرہ جتنے اوصاف کمالیہ ہیں وہ دراصل سراج منیر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے اخلاق عالیہ کی کرنیں ہیں،ان کے کردار آیات قرآنی میں ڈھلے ہوئے تھے ۔فیضان رسول اللہ ﷺ سے ان کے دل بغض وکدورت سے پاک تھے،وہی غزوۂ بدر کے نبرد آزما ،احد کے جاںنثار،خندق کے مجاہد،خیبر کے صف شکن، معرکۂ موتہ کے غازی ،مکہ کے فاتح ،حنین کے سینہ سپر، تبوک کے راہروانِ سخت کوش اور مسجد نبوی کے حاضر باش تھے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کے علاوہ تمام لوگوں پر میرے صحابہ کو فضیلت دی ہے۔'' (مجمع الزوائد: ۱۰/ ۱۸)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو دیکھا تو ان میں محمد مصطفیٰ ﷺ کو چنا اور انھیں رسالت دے کر مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا اور اپنے علم کے لیے انھیں منتخب فرمایا۔ پھر لوگوں کے دلوں کو دیکھا تو آپ کے لیے صحابہ کرام کو چنا، انھیں اپنے دین کا مددگار اور اپنے نبی کا وزیر بنایا۔

(حلیۃ الاولیا: ۱/ ۳۷۵)

حضرت عرباض ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بڑا اختلاف دیکھے گا، تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت ہے، اسے مضبوطی بلکہ دانت سے پکڑلو۔'' (سنن ابی داؤد)

حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا:

''جس نے میرے صحابہ کرام کو برا بھلا کہا، اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ رب العزت نہ اس کا نفل قبول فرماتا ہے اور نہ فرض قبول۔'' (کنز العمال)

''میرے صحابہ کو نشانہ نہ بناؤ اور نہ ان کو گالیاں دو، خدا کی قسم ان کا ایک وقت میرے ہمراہ ٹھہرنا تمھارے عمر بھر کے اعمال سے افضل ہے اور تمھارا احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، ان کے ایک مد جو خرچ کرنے کے برابر نہیں ہوسکتا اور یہ بھی فرمایا کہ جن کو مجھ سے محبت ہوگی وہ ان سے بھی محبت رکھیں گے اور جن کو مجھ سے عداوت ہو گی وہ ان سے بھی عداوت رکھیں گے، اور یہ بھی فرمایا جس نے ان کو ایذادی اس نے مجھ کو ایذادی اور جس نے مجھے ایذادی اس نے خدا کو ایذادی اور جس نے خدا کو ایذادی دنیا و آخرت میں اس پر اللہ کی لعنت ہے اور اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صحابہ پر سب وشتم کرنے والوں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ان کو جواب میں کہو کہ "لعنۃ اللہ علیٰ شرکم" (جامع ترمذی)

شر اسم تفضیل کا صیغہ ہے جو مشاکلت کے طور پر استعمال ہوا ہے اس میں حضور ﷺ نے ناقدین صحابہ کے لیے ایسا کنایہ استعمال فرمایا ہے کہ اگر وہ اس پر غور کریں تو ہمیشہ کے لیے تنقید صحابہ کے روگ کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اتنی بات تو بالکل کھلی ہے کہ صحابہ کرام کیسے ہی ہوں مگر تنقید کرنے والے سے تو اچھے ہی ہوں گے۔ تنقید کرنے والے کی تنقید سے یہ لازمی اثر پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ خود فلاں کی جگہ ہوتا تو ایسا نہ کرتا بلکہ اس سے بہتر کرتا۔

بہر حال اللہ رب العزت نے صحابہ کرام کو حضور اکرم ﷺ کی ہمراہی کے لیے منتخب فرمایا جو تمام امت سے افضل تھے۔ تم ہوا میں اڑو، آسمان پر پہنچ جاؤ، سو بار مر کے جی لو مگر تم اپنے کو صحابی تو نہیں بنا سکتے۔ تم آخر وہ آنکھ کہاں سے لاؤ گے جس نے جمال جہاں آرائے محمد کا دیدار کیا۔ وہ کان کہاں سے لاؤ گے جو کلمات نبوت سے مشرف ہوئے۔ وہ

دل کہاں سے لاؤ گے جو انفاس مسیحائے محمدی سے زندہ ہوئے ۔وہ دماغ کہاں سے لاؤ گے جو انوار مقدس سے مشرف ہوئے ۔وہ ہاتھ کہاں سے لاؤ گے جو بشرہ محمدی سے مس ہوئے،وہ پیر کہاں سے لاؤ گے جو معیت محمدی ﷺ میں آبلہ پا ہوئے ۔وہ مکان کہاں سے لاؤ گے جہاں سرور کونین ﷺ کی سیادت جلوہ آرا تھی ۔تم وہ محفل کہاں سے لاؤ گے جہاں سعادت دارین کی شراب طہور کے جام بھر بھر کر دیے جاتے اور تشنہ کامان محبت "ھل من مزید" کا نعرہ مستانہ لگا دیتے تھے ۔تم وہ مجلس کہاں سے لاؤ گے جہاں "کأنما علیٰ رؤسنا الطیر" کا سماں بندھ جاتا تھا ۔تم وہ صدر نشیں تخت رسالت کہاں سے لاؤ گے جس کی طرف "ھذا الأبیض المتکی" (یہ گورے ٹیک لگانے والے) سے اشارے کیے جاتے تھے ۔تم وہ شمیم عنبر کہاں سے لاؤ گے جس کے ایک جھونکے سے مدینہ کی گلی کوچے معطر ہو جاتے تھے ۔تم وہ محبت کہاں سے لاؤ گے جو دیدار محبوب میں خواب نیم شبی کو حرام کر دیتی تھی ۔تم وہ ایمان کہاں سے لاؤ گے جو ساری دنیا کو تج دے کر حاصل کیا جاتا تھا ۔تم وہ اعمال کہاں سے لاؤ گے جو پیمانہ نبوت سے ناپ ناپ کر ادا کیے جاتے تھے ۔تم وہ اخلاق کہاں سے لاؤ گے جو آئینہ محمدی ﷺ کو سامنے رکھ کر سنوارے جاتے تھے ۔تم وہ رنگ کہاں سے لاؤ گے جو صبغۃ اللہ کی بھٹی میں چڑھایا جاتا تھا ۔تم وہ ادائیں کہاں سے لاؤ گے جو دیکھنے والوں کو نیم بسمل بنا دیتی تھیں ۔تم وہ نماز کہاں سے لاؤ گے جس کے امام نبیوں کے امام تھے ۔تم وہ قدسیوں کی جماعت کیسے بن سکو گے جس کے سردار رسولوں کے سردار تھے ۔

سونے کے آداب

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سونے کے آداب سے متعلق فرماتے ہیں:

جو شخص سونا چاہے وہ برتن ڈھانپے، چراغ گل کر دے ،دروازہ بند کر دے اور اگر کوئی ایسی چیز کھائی ہے جس سے بو آتی ہو تو کلی کرے تاکہ کیڑے مکوڑے اسے تنگ نہ کریں اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے، پھر وہ کلمات پڑھے جنھیں امام ابو داؤد نے حضرت سعید بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم سونے کے بستر پر جاؤ تو وضو کرو جس طرح نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے ۔پھر دائیں پہلو پر لیٹ جاؤ اور یوں کہو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ

"یا اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اپنا معاملہ تیرے حوالے کیا، اپنی پیٹھ کو تیری پناہ میں دیا، تیری طرف رغبت رکھتے ہوئے اور خوف کھاتے ہوئے، پناہ نہیں ہے مگر تیری جانب سے نجات نہیں مگر تیری بارگاہ سے ،میں نے ایمان لایا تیری اتاری گئی کتاب پر اور تیرے بھیجے ہوئے رسول پر۔"

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

دبستانِ اولیا

حیاتِ غوث الاعظم کی بعض جھلکیاں

معلمہ محبوب بی اشرفی سمنانی
استاذہ الجامعۃ الاشرفیہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات، ہبلی

پیرانِ پیر دستگیر، شیخ الشیوخ، محبوبِ سبحانی، قندیل لامکانی، قطبِ ربانی، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یکم رمضان المبارک ۴۷۱ھ میں جیلان کی سرزمین پر پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست زبردست صوفی وزاہد، آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمۃ جوامۃ الخیر اور امۃ الجبار کے لقب سے جانی جاتی تھیں، ان کی پارسائی کے قصے مشہور اور عام وخاص کی زبان پر ہے۔ آپ نجیب الطرفین سادات میں سے ہیں، آپ کا سلسلہ نسب والد ماجد کی جانب سے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کی جانب سے سیدنا سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

ظاہری وباطنی علوم کی تکمیل کے بعد اصلاح وارشاد کی طرف متوجہ ہوئے، مسند درس اور مسند ارشاد کو بیک وقت زینت دی، اپنے شیخ کے مدرسہ میں تدریس اور وعظ کا سلسلہ شروع کیا، آپ کی مجلس میں لوگوں کا اس قدر ہجوم بڑھا کہ مدرسہ میں تل رکھنے کی جگہ نہ رہی، سارا بغداد آپ کے مواعظ پر ٹوٹ پڑا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسی وجاہت وقبولیت عطا فرمائی جو بڑے بڑے بادشاہوں کو نصیب نہیں ہوتی ہے۔ شیخ موفق الدین ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کی آپ سے بڑھ کر دین کی وجہ سے تعظیم ہوتے ہوئے نہیں دیکھی، بادشاہ اور وزرا آپ کی مجالس میں نیاز مندانہ حاضر ہوتے اور ادب سے بیٹھ جاتے، علما اور فقہا کا کچھ شمار نہ تھا، ایک ایک مجلس میں چار چار سو دواتیں شمار کی گئیں جو آپ کا ارشاد قلم بند کرنے کیے لیے لائی جاتیں۔

درجاتِ رفیعہ اور مراتب عالیہ پر فائز ہونے کے باوجود حد درجہ متواضع تھے، ایک بچے کی بات بھی بغور سنتے، غریبوں اور فقیروں کے پاس بیٹھتے، بھوکوں کو کھانا کھلاتے اور ضرورت مندوں پر بے دریغ خرچ کرتے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کی ساری دولت میرے قبضے ہو تو اسے بھوکوں اور محتاجوں پر خرچ کر دوں، کہا کرتے تھے کہ ایسا لگتا ہے کہ میری ہتھیلی میں سوراخ ہے، ایک ہزار دینار بھی ہو تو رات گزرنے سے پہلے حاجتمندوں پر صرف ہو جائے، حکم تھا کہ وسیع دسترخوان بچھے، خود مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے، کمزوروں اور غریبوں کی ہم نشینی فرماتے، طلبہ کی باتوں کو برداشت کرتے اور تحمل فرماتے، ہر شخص یہ سمجھتا کہ اس سے بڑھ کر کوئی ان کا مقرب اور ان کے یہاں معزز نہیں، ساتھیوں میں سے جو غیر حاضر ہوتا، اس کا حال دریافت فرماتے اور اس کی فکر رکھتے، تعلقات کا بڑا

پاس اور لحاظ رکھتے، غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر کرتے، اگر کسی بات پر قسم کھالیتا تو اس کو مان لیتے اور جو کچھ حقیقتِ حال جانتے تھے، اس کا اخفا فرماتے:

سیدنا عبد القادر جیلانی کی کرامت کی کثرت پر مؤرخین کا اتفاق ہے، شیخ الاسلام عز الدین بن عبد السلام کا قول ہے کہ شیخ کی کرامات حدِّ تواتر کو پہنچ گئی ہیں، ان میں سب سے بڑی کرامت مردہ دلوں کی مسیحائی تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب کی توجہ اور زبان کی تاثیر سے لاکھوں انسانوں کو نئی ایمانی زندگی عطا فرمائی، آپ کا وجود اسلام کے لیے ایک بادِ بہاری تھا جس نے دلوں کے قبرستان میں نئی جان ڈال دی اور عالم اسلام میں ایمان و روحانیت کی ایک نئی لہر پیدا کر دی، آپ کی مجلس میں حاضر ہونے والے بعض لوگ کہتے ہیں کہ کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی جس میں یہودی اور عیسائی اسلام قبول نہ کرتے ہوں اور رہزن وخونی اور جرائم پیشہ توبہ سے مشرف نہ ہوتے ہوں، حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ خود اپنی زبانی فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زیادہ یہودی وعیسائی مسلمان ہو چکے ہیں اور ایک لاکھ سے زائد جرائم پیشہ لوگ توبہ کر چکے ہیں۔

حضرت شیخ کرامت پر نہیں بلکہ استقامت پر اعتماد رکھتے تھے، اتباعِ کامل، علمِ راسخ اور تائیدِ غیبی نے آپ کو اس مقام پر پہنچا دیا تھا کہ حق و باطل، نور و ظلمت، الہام صحیح اور کیدِ شیطانی میں پورا امتیاز پیدا ہو گیا تھا، آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عظیم الشان روشنی ظاہر ہوئی جس سے آسمان کے کنارے بھر گئے، اس سے ایک صورت ظاہر ہوئی، اس نے مجھے خطاب کر کے کہا: اے عبد القادر! میں تمہارا رب ہوں، میں نے تمہارے لیے سارے محرمات حلال کر دیئے ہیں۔" اتنا سننا تھا کہ میں نے کہا دور ہو مردود! یہ کہتے ہی وہ روشنی ظلمت سے بدل گئی اور وہ صورت دھواں بن گئی اور ایک آواز آئی کہ اے عبد القادر! خدا نے تم کو تمہارے علم و تفقہ کی وجہ سے بچا لیا ورنہ میں اب تک ستر صوفیوں کو گمراہ کر چکا ہوں، میں نے کہا اللہ کی مہربانی ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر حدودِ الٰہی میں سے کوئی حد ٹوٹ رہی ہو تو سمجھ لو کہ تم فتنہ میں پڑ گئے ہو اور شیطان تم سے کھیل رہا ہے، فوراً شریعت کی جانب رجوع کرو، اس کو مضبوطی سے تھام لو، نفس کی خواہشات کو جواب دو، اس لیے کہ ہر وہ حقیقت جس کی شریعت سے تائید نہ ہو وہ باطل ہے۔

آپ چالیس سال تک عشا کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے رہے، سر کبھی تکیہ پر نہ رکھا، پندرہ برس اس حال میں گذرے کہ تمام شب ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہتے اور ایک ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ جاتے۔

(سیر الاخبار)

شیخ سعدی فرماتے ہیں:

"عبد القادر گیلانی را دیدند در حرم کعبہ روئے بر حصا نہادہ ہمی گفت: اے خداوند بہ بخشای و گر ہر آئینہ مستوجب عقوبتم در روز قیامتم نابینا برانگیز تا در روئے نیکاں شرمسار نشوم"

حضرت شیخ عبد القادر کو لوگوں نے حرم کعبہ میں دیکھا کہ وہ اپنا سر خاک پر رکھ کر یہ فریاد کر رہے ہیں، اے خداوندا! میری بخشش فرمانا اور اگر کل بروزِ قیامت میں تیری سزا کا مستحق ہوا تو مجھے نابینا اٹھانا تا کہ نیک لوگوں کے سامنے مجھے شرمندگی نہ ہو۔ (گلستانِ سعدی: باب دوم)

غوث پاک فرماتے ہیں:

”فَتَّشْتُ الأَعْمَالَ كُلَّهَا، فَمَا وَجَدْتُ فِيْهَا أَفْضَلُ مِنْ إِطْعَامِ الطَّعَامِ، أَوَدُّ لَوْ أَنَّ الدُّنْيَا بِيَدِي فَأُطْعِمَهَا الجِيَاعَ، كَفِّي مثقوبَةٌ لاَ تضبطُ شَيْئاً، لَوْ جَاءنِي أَلَفُ دِيْنَارٍ لَمْ أُبَيِّتْهَا.“

”حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے سارے اعمال کا جائزہ لیا تو میں نے دیکھا کہ غریبوں کو کھانا کھلانے سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ہے، میری خواہش ہوتی ہے کہ دنیا میرے ہاتھ میں ہو تو میں سارا کا سارا غریبوں کو کھلانے پر خرچ کر دوں۔“ (سیر اعلام النبلا)

۴۸۸ ہجری میں آپ بغداد پہنچے اس وقت آپ کی عمر ۱۸ سال تھی۔ بغداد فتنوں کی آماجگاہ تھا، ایک جانب رافضیت، اعتزال، فتنۂ خلق قرآن اور باطنیت کی تحریکیں خطرۂ ایمان بنی ہوئی تھیں تو دوسری طرف علمائے سو اور مکار صوفی لوگوں کی جان و مال اور ان کے دین و ایمان پر ڈاکے ڈال رہے تھے، حرام خوری و سود خوری، بدکاری اور منافقت کی گرم بازاری سے بغداد جل رہا تھا، ایسے وقت میں شیخ اٹھے اور آپ نے مواعظ و خطبات، اپنی پر اثر اور پرسوز نصائح کے ذریعہ لوگوں میں حرارت و سرگرمی اور زندگی کی روح دوڑا دی، آپ ایک موقع پر ارشاد فرماتے ہیں:

”دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم تتواقع حیطانہ ویتناثر أساسہ ھلموا یا أھل الأرض نشید ما تھدم نقیم ما وقع ھذا شئی مایتم بہ یا شمس ویا قمر ویا نہار“ (الفتح الربانی ۲۹۹)

”محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی دیواریں پے در پے گر رہی ہیں اور اس کی بنیاد بکھری جاتی ہیں، اے زمین کے رہنے والو! آؤ جو گر گیا ہے اسے مضبوط کر دیں جو ڈھے گیا ہے اسے درست کر دیں یہ چیز ایک سے پوری نہیں ہوتی سب ہی کو مل کر کام کرنا چاہئے، اے سورج! اے چاند! اے ستارے تم سب آؤ۔“

ایک طویل مدت تک عالم کو اپنے ظاہری و باطنی کمالات سے مستفید کر کے اور عالم اسلام میں روحانیت اور رجوع اللہ کا چراغ روشن کر کے ۵۱۶ ہجری میں ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت شیخ اس دنیا سے تشریف لے گئے لیکن اپنے پیچھے دین کے داعیوں اور مربیوں کی ایک جماعت چھوڑ گئے جس نے آپ کے کام کو جاری رکھا اور بڑھتی ہوئی غفلت و مادیت کا مقابلہ کرتے رہے اور ان میں سے جن عارفین و مصلحین نے دعوت و تذکیر اور تربیتِ نفوس کا کام پوری طاقت اور عمومیت سے جاری رکھا اور اخلاقی و نفسانی امراض کا علاج کیا، ان میں شیخ ابو النجیب سہروردی کے بھتیجے شیخ شہاب الدین سہروردی سب سے زیادہ نمایاں اور ممتاز تھے جو طریقۂ سہروردیہ کے بانی اور تصوف کی مقبول کتاب عوارف المعارف کے مصنف تھے۔

ماہنامہ صوفی ملت آن لائن
پڑھنے کے لیے
www.facebook.com/
MonthlySufieMillat

دبستانِ اولیا

تعلیماتِ غوث اعظم

مفتی اصغر علی اشرفی جامعی
خادم الافتا وصدر المدرسین دار العلوم شاہ عالم، احمد آباد، گجرات

عصر حاضر میں انسان نے سائنسی، صنعتی اور اقتصادی ترقی کی جن منزلوں کو چھولیا ہے، آج سے ایک صدی قبل کے انسان کو اس کا تصور بھی نہیں تھا۔لیکن آج کا انسانی معاشرہ تمام تر ترقی کے باوجود کھوکھلے پن کا شکار ہے۔تیز ترین ذرائع آمد و رفت اور جدید ترین ذرائع ابلاغ کے باوجود معاشرہ انسانیت، ہمدردی اور اخلاقی اقدار سے محروم ہوکر بے انصافی، عدم مساوات اور بے اطمینانی کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔

خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے ساتھ نبوت و رسالت کا سلسلہ اپنے کمال اور اختتام کو پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو سربلند رکھنے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو نئے ولولوں اور حوصلوں سے آشنا کرنے کے لیے امت مسلمہ کو عظیم شخصیات سے نوازتا رہا ہے۔جب بھی امت مسلمہ علمی، عملی، روحانی اور سیاسی زوال کا شکار ہوئی، اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو کسی ایسے فرد سے نوازا جس کے وجود مسعود نے صحراؤں کو گلشن بنادیا اور مسلمانوں کو سر اٹھا کر جینے کا ڈھنگ سکھادیا۔

قطب ربانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی ایسی ہی حیات آفرین شخصیتوں میں سے ایک ہیں۔آپ کی تعلیمات نے معاشرے کو حیات نو کا مژدہ سنا کر مسلم امہ کے ناتواں بدن میں نئی روح پھونک دی۔تب سے اب تک آپ کی تعلیمات امت مسلمہ کو روح کی غذا فراہم کر رہی ہے۔

دور حاضر میں آپ کی تعلیمات ماضی کی بہ نسبت زیادہ اہم ہوگئی ہیں کیونکہ مادیت پرستی بھی ماضی کی بہ نسبت بہت زیادہ طاقت وقوت کے ساتھ انسانیت اور اخلاقی اقدار کے ساتھ نبرد آزما ہے۔ایسے پر آشوب حالات میں دین سے بے توجہی، خود غرضی، حرص، کبر وغرور، حسد وجلن، جاہ طلبی اور دنیا کی محبت نکال کر آخرت کی محبت کی شمع جلانے اور اس سے حقیقی لطف اٹھانے کے لیے حقیقی اور روشن اسباب وہی لوگ مہیا کرسکتے ہیں جن کے دل و دماغ قرآن وحدیث کی روح سے آشنا ہوں۔آج بھی اگر مسلم امت حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ان حیات آفرین تعلیمات کو اپنالے تو عالم اسلام اپنی تمام محرومیوں سے نجات حاصل کرسکتا ہے۔

قطب الاقطاب، غوث الاغواث، محبوب سبحانی، پیر لاثانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کی مجالس اس قدر بابرکت ہوتیں کہ تجلیات الٰہیہ کے ظہور کا اکثر و بیشتر نظارہ ہوتا۔آپ اپنے خطبات کو قرآنی نص کی روشنی

میں بیان کرتے اور مخلوق کو خدا کی طرف بلاتے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے وعظ میں ایسی تاثیر عطا فرمائی تھی جس کی مثال بہت کم ملے گی۔"غنیۃ الطالبین" کی چودہ اور "الفتح الربانی" کی باسٹھ مجلسوں کا مطالعہ کرنے سے واضح طور پر اندازہ ہوتا ہے کہ جب بولنے والے کی زبان کے پیچھے احوال بھی موجود ہوں تو ایک ایک بات دلوں میں اترتی

روایت ہے کہ جب آپ ممبر پر تشریف فرما ہوتے تو مختلف علوم وفنون کا تذکرہ فرماتے، تمام حاضرین مجلس آپ کی ہیبت وعظمت کے سامنے بالکل بت بن جاتے۔ کبھی دوران وعظ آپ فرماتے: "قال ختم ہوا اور اب ہم حال کی طرف مائل ہوی" یہ کہتے ہی لوگوں میں اضطراب، وجد اور حال کی کیفیت طاری ہو جاتی، کوئی گریہ وفریاد کرتا، کوئی کپڑے پھاڑتا ہوا جنگل کی طرف بھاگتا اور کوئی بے ہوش ہو کر اپنی جان دے دیتا، بسا اوقات آپ کی مجلس سے شوق، ہیبت، تصرف عظمت اور جلال کے باعث کئی کئی جنازے نکلتے، آپ کی مجلس میں جن خوارق، کرامات، تجلیات اور عجائب وغرائب کا ظہور بیان کیا جاتا ہے وہ بے شمار ہیں۔(اخبار الاخیار مترجم،ص ۴۳)

آپ کی مجلس وعظ میں چار سو افراد، قلم و دوات لے کر بیٹھتے اور جو کچھ آپ فرماتے اسے قلمبند کرتے رہتے تھے اور اس طرح سے نہ جانے کتنے روشن وتابناک اور زندگی میں چار چاند لگا دینے والے ملفوظات وفرمودات کے حسین پارے جمع ہو گئے۔اگر ہم ان حسین گلدستوں کی خوشبوں کو اپنے دلوں میں بسا کر رکھیں تو یقیناً ہماری زندگی میں تبدیلی آسکتی ہے اور پھر ہم تقرب الٰہی جیسی عظیم دولت سے مالا مال ہو سکتے ہیں۔

اب یہاں ہم بطور نمونہ آپ کے چند اہم ملفوظات ذکر کرتے ہیں، جنھیں طاق حیات میں سجالیا جائے تو من کی دنیا بارونق بن جائے۔

عمل:

عقائد کے بعد عمل کا درجہ ہے۔حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے یہاں دین پر عمل ہی انسان کے عقیدے کا اظہار ہے۔آپ فرماتے ہیں:

"اس امر (اسلام) کی بنیاد توحید ہے اور اعمالِ صالحہ اس (پر) کی (گئی) تعمیر ہے۔سب کی بنیاد وابتدا حق تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لانا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سچا سمجھنا ہے۔اس کی بنیاد، اسلام ہے اور اس کے بعد ایمان، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر عمل کرنا اور اس کے بعد عمل میں اخلاص پیدا کرنا اور ایمان کے ساتھ قلب کا توحید میں مستحکم ہونا"۔

(الفتح الربانی مترجم مجلس ۲۲)

اعمال دو طرح کے ہیں: (۱) ظاہری اعمال جیسے نماز وغیرہ (۲) باطنی اعمال جیسے صبر، شکر وغیرہ اور دونوں ہی ضروری ہیں، اس لیے کہ ظاہری اعمال کا اثر باطنی اعمال پر مرتب ہوتا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"جو شخص ظاہر شریعت پر عمل کرتا رہے گا تو یہ عمل اس

کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس پر عمل کرنا نصیب کرے گا۔"
(الفتح الربانی مترجم مجلس ۶۶)

عبادت:

اعمال میں سب سے اول درجہ عبادات کا ہے، کیوں کہ خود خالق کائنات نے انسان کی تخلیق کا مقصد بھی بیان فرمادیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: "اور ہم نے جن اور انسان کو عبادت کے لیے ہی پیدا فرمایا ہے۔"
(الذٰریٰت،۵۶)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"اس (اللہ تعالیٰ) نے تجھ کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا، پس کھیلو مت! اور اس نے تجھ کو اپنی مصاحبت کے لیے چاہا ہے پس اس کے غیر کے ساتھ مشغول مت ہو! اس کی محبت میں شریک بنا کر اس کے ساتھ کسی کو بھی محبوب مت سمجھ!"۔(الفتح الربانی مجلس ۴۷)

اخلاص:

اخلاص یہ ہے کہ انسان کا ہر عمل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہو۔اخلاص کے ساتھ کیا ہوا معمولی عمل بھی خدا کی بارگاہ میں مقبول ہوجاتا ہے جب کہ بغیر اخلاص کے بڑے سے بڑا کام بھی مردود ہوجاتا ہے۔قرآن وحدیث میں اخلاص پر بہت زور دیا گیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: مگر وہ جنھوں نے توبہ کی اور سنوارے اور اللہ کی رسی مضبوط تھامی اور اپنا دین خالص اللہ کے لیے کرلیا تو یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں اور عنقریب اللہ مسلمانوں کو بڑا ثواب دے گا۔(النساء،۱۴۶)

حدیث شریف میں ہے:

"اللہ تعالیٰ اعمال میں سے صرف وہی عمل قبول فرماتا ہے جو صرف اس کی ذات کے لیے کیا گیا ہو اور اس سے اس کی رضا مقصود و مطلوب ہو"۔(سنن ابوداو)

سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کی تعلیمات میں اخلاص پر بہت زور دیا گیا ہے، آپ نے اخلاص کی تعریف یوں فرمائی ہے:

"پورا اخلاص اللہ کے سوا سب سے خالص کرنے کا نام ہے"۔(الفتح الربانی)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

"خلوص یہ ہے کہ تو ہر وقت اور ہر حال میں خالق کو دیکھے"۔
(فتوح الغیب، وعظ ۷۶)

علامت اخلاص:

غوثِ پاک فرماتے ہیں:

"تیرے اخلاص کی علامت یہ ہے کہ نہ تو لوگوں کی تعریف کی طرف توجہ کرے اور نہ ان کی مذمت کی طرف توجہ اور نہ اس مال و دولت کی طرف جو ان کے ہاتھ میں ہے"۔(الفتح الربانی مترجم مجلس ۴۷)

"غنیۃ الطالبین"، میں ہے آپ نے فرمایا:

”طاعت ہو یا گناہ سے بچنا، دونوں میں اخلاص کا حکم دیا گیا ہے (اور وہ یہ ہے کہ) عمل کے وقت اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی رضا طلبی اور دکھاوے کا خیال نہ ہو۔“

شکر:

آپ سے شکر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

”شکر کی حقیقت یہ ہے کہ عاجزی کرتے ہوئے نعمت دینے والے کی نعمت کا اقرار ہو اور اسی طرح عاجزی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احسان کو مانے اور یہ سمجھ لے کہ وہ شکر ادا کرنے سے عاجز ہے“۔ (بہجۃ الاسرار ص ۲۳۴)

صبر کی حقیقت:

آپ سے صبر کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

”صبر یہ ہے کہ بلا و مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ادب رکھے اور اس کے فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کر دے۔“ (بہجۃ الاسرار ص ۲۳۴)

تواضع و عاجزی:

حضور تاجدارِ کائنات ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند فرماتا ہے“۔ (مسلم شریف)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی تعلیمات میں فرمایا:

”تواضع یہ ہے کہ بندہ جس سے بھی ملے اس کو اپنے مقابلہ میں بہتر سمجھے اور یہ خیال کرے کہ ممکن ہے کہ یہ شخص اللہ کے نزدیک مجھ سے ہزار درجہ بلند و بہتر ہو۔ اپنے چھوٹوں کے بارے میں یہ خیال کرے کہ انھوں نے خدا کی نافرمانی نہیں کی ہے اور میں کر چکا ہوں۔ اور جب بڑوں سے ملے تو یہ خیال کرے کہ انھوں نے مجھ سے زیادہ عبادت کی ہے اس لیے کہ وہ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں اس لیے وہ یقیناً مجھ سے بہتر ہیں کہ ان کو عبادت کا زیادہ وقت ملا ہے۔

(غنیۃ الطالبین، ص ۶۵۰)

حسد:

آپ نے حسد کے بارے میں فرمایا:

”اپنے آپ کو بچا اس بات سے کہ کسی خوشحال سے جھگڑا کرے کہ اس کو خوشحالی کیوں ملی کیوں کہ تیرے جھگڑا کرنے اور حسد کرنے سے اس کا کچھ نہ بگڑے گا وہ تو محفوظ، اور ترقی کرتا رہے گا اور تو تباہ اور ذلیل خوار ہوتا رہے گا۔“

(الفتح الربانی، مجلس ۴۸)

دنیا کو دل سے نکال دو!

آپ سے دنیا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

”دنیا کو اپنے دل سے مکمل طور پر نکال دے پھر وہ تجھے ضرر (نقصان) نہیں پہنچا جائے گی۔“

(بہجۃ الاسرار، ص ۲۳۳)

ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا:

”دنیا ہاتھ میں رکھنی جائز، جیب میں رکھنی جائز، کسی اچھی نیت

اسے جمع رکھنا جائز، باقی دل میں جائز نہیں، دروازہ پر دنیا کا کھڑا ہونا جائز، باقی دروازہ سے آگے گھسنا نہ جائز ہے اور نہ تیرے لیے اس میں عزت ہے۔" (الفتح الربانی: مجلس ۱۳)

"دنیا میں اپنا رزق اس طرح مت کھا کہ وہ بیٹھی ہوئی ہو اور تو کھڑا ہو، بلکہ اسے بادشاہ کے دروازہ پر اس طرح کھا کہ تو بیٹھا ہوا ہو اور وہ طباق اپنے سر پر لیے کھڑی ہو، دنیا خدمت کرتی ہے اس کی جو حق تعالیٰ کے دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے اور جو دنیا کے دروازہ پر کھڑا ہوا ہوتا ہے اس کو ذلیل کرتی ہے، کھا حق تعالیٰ کے ساتھ عزت و تونگری کے قدم پر۔"

(الفتح الربانی: مجلس ۵۱)

مرید کسے کہتے ہیں؟

حضرت غوث پاک نے فرمایا کہ مرید (اللہ کی رضا کا طالب) وہ ہے جس میں یہ سب اوصاف موجود ہوں:

"وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور اس کی اطاعت کی طرف متوجہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا سے اس کو بیزاری ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کو قبول کرنے سے نفرت کرے۔ اور اپنے رب کی سنے اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ (ﷺ) کے احکام پر عمل کرے اور غیر اللہ کی طرف سے بہرا ہو۔" (غنیۃ الطالبین، آداب مرید)

آفت نفس:

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"دوسرے لوگوں کی زبان سے اپنی تعریف سننا اور تعریف سن کر نفس کا لطف اندوز ہونا نفس کے لیے آفت ہے"۔

(غنیۃ الطالبین، آفات نفس)

میرا وسیلہ طلب کرو:

آپ نے فرماتے ہیں:

"جب خدا سے کوئی چیز مانگو تو میرے وسیلہ سے مانگو تا کہ مراد پوری ہو، اور فرمایا: "کوئی کسی مصیبت میں میرے وسیلے سے مدد چاہے تو اس کی مصیبت دور ہوگی اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے گا اسے کشادگی حاصل ہوگی، اور جو میرے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی مرادیں پیش کرے تو پوری ہوں گی"۔

نمازِ غوثیہ کی تلقین:

پھر فرمایا: "جو شخص دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے، اور سلام کے بعد حضور سرور کائنات ﷺ پر درود بھیجے اور میرا نام لے کر اللہ سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی حاجت پوری فرمائے گا"۔ (اخبار الاخیار)

اللہ تعالیٰ اس حقیر سراپا تقصیر و جملہ مسلمانان اہل سنت کو پیر پیراں، میر میراں سرکار شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تعلیمات و ملفوظات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ التسلیم۔

فکر امروز

ہم جنس پرستی اور اسلام کا نظریہ

۶۳۵۵۱۵۵۷۸۱
مفتی سراج احمد قادری مصباحی، مفتی الکلیم دار الافتا مرغیا چک سیتامڑھی بہار

ہم جنس پرستی یعنی پیچھے کے مقام میں جماع کرنا نہایت ہی خبیث فعل ہے خواہ وہ مرد مرد سے ہو یا پھر عورت عورت سے دونوں حرام وگناہ اور برا کام ہے بلکہ یہ زنا سے بھی بدتر ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور یہ وہ عمل ہے جس کو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے سب سے پہلے اختیار کیا اور اسے اپنایا، اس فعل بد کی وجہ سے آخرت کی تباہی و بربادی ظاہر ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی فعل بد کو اختیار کرنے کی وجہ سے قوم لوط پر سزا کے طور پر شدید پتھراؤ کا عذاب بھیج کر ان کی بستیوں کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا اور پوری آبادی کو تباہ و برباد کر کے ساری قوم کو دنیا سے ختم کر دیا اور ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہ چھوڑا، اللہ نے انھیں کہیں جرم کرنے والے کہیں حد سے تجاوز کرنے والے کہیں گنہ کرنے والے اعلان فرما کر ہم جنس پرستی کی برائی بیان فرمائی۔

ہم جنس پرستی کی مذمت قرآن میں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”ترجمہ: کیا تم جہان والوں میں سے مردوں کے پاس آتے ہو؟ اور اپنی ان بیویوں کو چھوڑ دیتے ہو جو تمہارے رب نے تمہارے لیے پیدا کی ہیں بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو۔“ (الشعراء، ۱۶۶۔۱۶۵)

اور فرماتا ہے:

”ترجمہ: اور لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا وہ بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان میں کسی نے نہ کی۔“ (سورہ اعراف، ۸۰)

اس آیت کے تحت تفسیر ابن کثیر میں ہے:

”خدائے تعالیٰ نے انھیں اپنا نبی بنا کر سدوم نامی بستی کی طرف بھیجا، آپ نے انھیں اور اس کے قریب لوگوں کو خدا کی توحید اور اپنی اطاعت کی طرف نیکی کرنے اور برائی چھوڑنے کا حکم دیا جن میں ایک برائی ہم جنس پرستی تھی، جو ان سے پہلے دنیا سے مفقود تھی۔ اس بدکاری کے موجد یہی ملعون لوگ تھے۔ عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جامع دمشق کے بانی خلیفہ ولید بن عبد الملک کہتے ہیں اگر یہ خبر قرآن میں نہ ہوتی تو میں اس بات کو کبھی نہ مانتا کہ مرد مرد سے ہم جنس پرستی کرے، اس لیے حضرت لوط علیہ

جنس پرستی) کریں گی اور عورتوں کا آپس میں شرم گاہ رگڑنا زنا ہے۔(تاریخ ابن عساکر)

حضرت علی کے پاس دو ایسی عورتوں کو لایا گیا جو آپس میں شرم گاہ رگڑتی تھیں تو آپ نے دونوں کو سو سو کوڑے لگوائے۔(تاریخ ابن عساکر)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب اہل ذمہ پر ظلم کیا جائے گا تو دشمن کی حکومت ہو جائے گی اور جب زنا زیادہ ہوگا تو قیدی زیادہ ہوں گے اور جب ہم جنس پرستی کرنے والے زیادہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنا دست رحمت مخلوق سے اٹھا لے گا پھر وہ کوئی پرواہ نہیں کرے گا کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوتے ہیں۔(المعجم الکبیر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

”چار شخص ایسے ہیں جو اللہ کے غضب میں صبح کرتے ہیں اور اللہ کی ناراضگی میں شام کرتے ہیں۔میں نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ مرد جو عورتوں کی مشابہت کریں اور وہ عورتیں جو مردوں کی مشابہت کریں اور جو لوگ جانوروں سے ہم بدفعلی (ہم جنس پرستی) کریں اور جو لوگ مردوں سے خواہش پوری کریں۔“(المعجم الاوسط)

ہم جنس پرستی کی مذمت عقل کے حوالے سے:

امام رازی (وفات:۶۰۶ھ) نے ہم جنس پرستی کی حسب ذیل عقلی خرابیاں بیان کیں ہیں:

(۱) اکثر لوگ اولاد کے حصول سے احتراز کرتے ہیں کیوں کہ اولاد کی وجہ سے انسان پر ان کی پرورش کا بوجھ پڑ جاتا ہے جس کو اٹھانے کے لیے انسان کو زیادہ مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جماع کو بڑی لذت کے حصول کا سبب بنا دیا ہے،انسان اس لذت کے حصول کے لیے جماع کرتا ہے اور جماع کے بعد خواہی نہ خواہی بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کے بقا کے لیے جماع میں یہ لذت رکھی ہے۔اب اگر انسان اس لذت کو کسی اور طریقہ سے حاصل کرلے جس سے بچہ پیدا نہ ہو تو اس سے وہ حکمت مطلوبہ حاصل نہیں ہوگی اور اس سے نسل انسانی ختم ہوگی اور یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے،اس لیے اس عمل کا حرام ہونا ضروری ہوا۔

(۲) مرد اپنی فطرت اور وضع کے اعتبار سے فاعل ہے اور عورت منفعل ہے اور جب اس عمل کے نتیجہ میں مرد خود منفعل ہوگا تو یہ فطرت اور حکمت کے خلاف ہے۔

(۳) قضائے شہوت کے لیے مرد کا عورت کے ساتھ یہ عمل کرنا جانوروں کے شہوانی عمل کے مشابہ ہے،اس عمل کو صرف اس وجہ سے اچھا قرار دیا گیا ہے کہ یہ حصول اولاد کا سبب ہے اور جب یہ عمل اس طریقے سے کیا جائے جس میں حصولِ اولاد ممکن نہ ہو تو یہ نری حیوانیت ہے اور انسانیت کے بلند مقام سے حیوانوں کی پستی میں جا گرنا ہے۔

(۴) جب مرد،مرد کے ساتھ یہ فعل کرے گا تو مان لیا کہ فاعل کو اس عمل سے لذت حاصل ہوگی مگر اس سے مفعول کو بہت بڑا عار اور عیب لاحق ہوگا،جو تمام عمر اس کی

ذلت اور رسوائی کا سبب ہوگا اور وہ کبھی فاعل کے ساتھ آنکھ ملا کر بات نہیں کر سکے گا تو ایسی چند منٹ کی خسیس اور گھٹیا لذت کے حصول کا کیا فائدہ؟ جس سے دوسرے شخص کو تمام عمر کے لیے عیب لگ جائے۔

(۵) اس عمل کے بعد فاعل اور مفعول میں دائمی عداوت ہوجاتی ہے اور مفعول کو فاعل کی شکل سے نفرت ہوجاتی ہے اور بعض اوقات مفعول فاعل کو قتل کرنے کا منصوبہ بناتا ہے اس کے برعکس شوہر اپنی بیوی کے ساتھ جب یہ عمل کرتا ہے تو ان میں الفت ومحبت اور بڑھتی ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے رحم میں منی کو جذب کرنے کی بہت زبردست قوت رکھی ہے پس جب مرد عورت کے ساتھ یہ عمل کرتا ہے تو مرد کے عضو کی نالی سے منی کے تمام قطرات عورت کے رحم میں پہنچ جاتے ہیں،اس کے برعکس جب مرد، مرد کے ساتھ یہ عمل کرے گا تو مفعول کی مقعد (پیچھے کے مقام) میں چوں کہ منی کو جذب کرنے کی صلاحیت نہیں ہے تو اس عمل کے بعد فاعل کے عضو کی نالی میں کچھ قطرات اور ذرات رہ جاتے ہیں جن میں تعفن پیدا ہوجاتا ہے جس سے عضو سوج جاتا ہے اور مہلک قسم کے امراض پیدا ہوجاتے ہیں۔مثلاً سوزاک وغیرہ۔

ہم جنس پرستی کے نقصانات:

☆ہم جنس پرستی تمام بیماریوں کی جڑ ہے،اس کا ارتکاب کرنے والا بڑی بیماریوں کا شکار ہوجاتا ہے جس کا علاج ممکن نہیں۔

☆خدائی عذاب کا شکار ہوجاتا ہے۔

☆ایسا شخص عورت کے لائق نہیں رہ جاتا اور نہ عورت کو خوش کر سکتا ہے۔اس کی طبیعت عورت کی طرف بالکل مائل نہیں ہوتی اور ایک وقت ایسا آتا ہے کی اس کی قوت مردانگی ہمیشہ کے لیے ختم ہوجاتی ہے۔

☆اس فعل سے مفعول کا دل کمزور ہوجاتا ہے اور اس کی منی غیر محرک ہوجاتی ہے

☆اس سے آنتوں میں کیڑے (جراثیم) پڑ جاتے ہیں۔

☆دونوں کو ایڈز جیسی لاعلاج بیماری کا خطرہ سو فیصد بڑھ جاتا ہے۔

موجودہ دور میں ہم اپنے معاشرے کو ہم جنس پرستی سے کس طرح بچا سکتے ہیں:

☆معاشرے میں دینی واسلامی روح پیدا کی جائے،اسلامی روح پیدا کرنے کے لیے کوئی بھی مؤثر صورت اپنائی جا سکتی ہے۔

☆اسلامی احکام کی اہمیت وعظمت دلوں میں اتاری جائے۔یہ یقین دلایا جائے کہ کامیابی وکامرانی اسلام کو اپنانے ہی میں ہے۔

☆آخرت کا خوف پیدا کیا جائے اور اس بات کی طرف توجہ دلائی جائے کہ ہمیں وہی سننا اور اسی پر عمل کرنا ہے جو اسلام کہتا ہے۔اس کے خلاف کوئی قدم ہرگز نہیں اٹھانا ہے۔

☆اس بات کو دل ودماغ میں بٹھایا جائے کہ مومن

ذلت اور رسوائی کا سبب ہوگا اور وہ کبھی فاعل کے ساتھ آنکھ ملا کر بات نہیں کر سکے گا تو ایسی چند منٹ کی خسیس اور گھٹیا لذت کے حصول کا کیا فائدہ؟ جس سے دوسرے شخص کو تمام عمر کے لیے عیب لگ جائے۔

(۵) اس عمل کے بعد فاعل اور مفعول میں دائمی عداوت ہو جاتی ہے اور مفعول کو فاعل کی شکل سے نفرت ہو جاتی ہے اور بعض اوقات مفعول فاعل کو قتل کرنے کا منصوبہ بناتا ہے اس کے برعکس شوہر اپنی بیوی کے ساتھ جب یہ عمل کرتا ہے تو ان میں الفت و محبت اور بڑھتی ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے رحم میں منی کو جذب کرنے کی بہت زبردست قوت رکھی ہے پس جب مرد عورت کے ساتھ یہ عمل کرتا ہے تو مرد کے عضو کی نالی سے منی کے تمام قطرات عورت کے رحم میں پہنچ جاتے ہیں، اس کے برعکس جب مرد، مرد کے ساتھ یہ عمل کرے گا تو مفعول کی مقعد (پیچھے کے مقام) میں چوں کہ منی کو جذب کرنے کی صلاحیت نہیں ہے تو اس عمل کے بعد فاعل کے عضو کی نالی میں کچھ قطرات اور ذرات رہ جاتے ہیں جن میں تعفن پیدا ہو جاتا ہے جس سے عضو سوج جاتا ہے اور مہلک قسم کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً سوزاک وغیرہ۔

ہم جنس پرستی کے نقصانات:

☆ ہم جنس پرستی تمام بیماریوں کی جڑ ہے، اس کا ارتکاب کرنے والا بڑی بڑی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے جس کا علاج ممکن نہیں۔

☆ خدائی عذاب کا شکار ہو جاتا ہے۔

☆ ایسا شخص عورت کے لائق نہیں رہ جاتا اور نہ عورت کو خوش کر سکتا ہے۔ اس کی طبیعت عورت کی طرف بالکل مائل نہیں ہوتی اور ایک وقت ایسا آتا ہے کی اس کی قوت مردانگی ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتی ہے۔

☆ اس فعل سے مفعول کا دل کمزور ہو جاتا ہے اور اس کی منی غیر محرک ہو جاتی ہے

☆ اس سے آنتوں میں کیڑے (جراثیم) پڑ جاتے ہیں۔

☆ دونوں کو ایڈز جیسی لاعلاج بیماری کا خطرہ سو فیصد بڑھ جاتا ہے۔

موجودہ دور میں ہم اپنے معاشرے کو ہم جنس پرستی سے کس طرح بچا سکتے ہیں:

☆ معاشرے میں دینی و اسلامی روح پیدا کی جائے، اسلامی روح پیدا کرنے کے لیے کوئی بھی مؤثر صورت اپنائی جا سکتی ہے۔

☆ اسلامی احکام کی اہمیت و عظمت دلوں میں اتاری جائے۔ یہ یقین دلایا جائے کہ کامیابی و کامرانی اسلام کو اپنانے ہی میں ہے۔

☆ آخرت کا خوف پیدا کیا جائے اور اس بات کی طرف توجہ دلائی جائے کہ ہمیں وہی سننا اور اسی پر عمل کرنا ہے جو اسلام کہتا ہے۔ اس کے خلاف کوئی قدم ہرگز نہیں اٹھانا ہے۔

☆ اس بات کو دل و دماغ میں بٹھایا جائے کہ مومن

کی سرخروئی اور کامیابی اسی میں ہے کہ خدا کی قائم کی ہوئی حدود کے اندر رہ کر جائز و بہتر طور پر زندگی گزاری جائے اور آخرت بھی سنواری جائے۔

☆ غیر اسلامی کاموں اور گندے فعل سے پرہیز کیا جائے ورنہ اس کا انجام بھیانک اور خطرناک ہے

☆ عذاب الٰہی سے کبھی غافل نہ ہو۔ اس فعل بد کی وجہ سے قوم لوط پر جو عذاب آیا تھا اسے بھیانک اور خوفناک طریقے سے بیان کیے جائیں تاکہ ان کے دلوں میں خوف بیٹھ سکے۔

☆ یہ ذہن نشیں کرایا جائے کہ نکاح ایک پاکیزہ رشتہ ہے جو نسل انسانی کی حفاظت و بقا اور انسان کے فطری جذبات کی تسکین کے لیے جائز اور مناسب طریقہ ہے جو رب کریم نے بندوں کے لیے بنایا ہے۔

☆ نکاح کرنے سے انسان اپنی ضرورت پوری کرنے کے ساتھ گناہوں سے بھی بچتا ہے اور سماج میں عزت کی زندگی گزارتا ہے۔

صوفی ایسا ہونا چاہیے

شیخ سری سقطی جو حضرت جنید بغدادی کے ماموں اور اور مرشد فیض ہیں، انھوں نے حضرت جنید بغدادی کے لیے دعا فرمائی: ”خدا تمھیں ایسا محدث بنائے جو علم تصوف سے بھی آگاہ ہو، یا ایسا صوفی بنائے جو علم حدیث سے بھی آشنا ہو۔“

(بقیہ)

سونے کے آداب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تم یہ دعا پڑھ کر سو جاؤ اور اسی رات تمھارا وصال ہو جائے تو تم فطرتِ اسلام پر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ نیز یہ کلمات سب سے آخر میں کہنا۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں انھیں یاد کر لیتا ہوں پھر میں نے ”برسولک الذی أرسلت“ کے الفاظ کہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”وبنبیک الذی أرسلت“ کہو۔

حدیث پاک کے مطابق دائیں پہلو پر قبلہ رخ سونا چاہیے جس طرح انسان قبر میں لٹایا جاتا ہے اور اگر زمین و آسمان کی سلطنت میں غور و فکر کرنے کے لیے پیٹھ کے بل لیٹ جائے تو بھی حرج نہیں۔ الٹے چہرے کے بل لیٹنا مکروہ ہے اور اگر خواب میں کوئی پریشان کن بات دیکھے تو اس کی شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور تین بار بائیں طرف تھوک دے اور یہ الفاظ کہے:

”اللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی خَیْرَ رُؤْیَایَ وَاکْفِنِی شَرَّھَا“

یا اللہ! مجھے خواب کی بھلائی عطا فرما اور اس کی شر سے محفوظ فرما۔

آیۃ الکرسی، سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ والناس پڑھے۔ البتہ جنبی اور حیض و نفاس کی حالت میں نہ پڑھے۔

فکر امروز

خودکشی اسلام مخالف طرز عمل

مولانا عبدالواحد اشرفی پیلی بھیتی
ریسرچ اسکالر البرکات انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ

یہ بات ہر منصف مزاج شخص پر واضح اور عیاں ہے کہ اسلام امن وسلامتی کا دین ہے۔ وہ پوری دنیا کو امن کا گہوارہ بنانا چاہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو تحمل وبرداشت اور اعتدال وتوازن کی تلقین کرتا ہے مگر یہ بات بھی مشاہدہ سے ثابت ہے کہ انسان پیدائش سے لے کر موت تک زندگی کے مختلف مراحل طے کرتا ہے، کبھی خوشیاں اس کی جھولی میں رقص کرتی ہیں تو کبھی اس کا دامن آنسوؤں سے بھرا ہوتا ہے اور بسا اوقات انسان پر اتنا زیادہ دباؤ پڑتا ہے کہ وہ اس کے لیے ناقابل برداشت ہو جاتا ہے ،اسے زندگی کے سرنگ کے آخری سرے پر امید کی کوئی روشن کرن دکھائی نہیں دیتی اور نامساعد حالات کا دائرہ اتنی تیزی سے تنگ ہونا شروع ہو جاتا ہے کہ زندگی سے راہ فرار اختیار کرنے کے علاوہ اور کوئی دوسرا راستہ (option) نظر نہیں آتا۔ بالآخر وہ موت کو ہی گلے لگا لیتا ہے اور اس طرح وہ ایک بہت بڑے جرم کا مرتکب ہو جاتا ہے جسے ہم ”خودکشی“ (suicide) کہتے ہیں۔

خودکشی کے متعلق لکھنے سے قبل یہ جان لینا مناسب ہے کہ اسلام میں ایک انسانی جان کی قیمت کیا ہے، اسلام نے ایک نفس کو کیا مقام عطا کیا ہے؟ قرآن وحدیث کا بغور مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں ایک جان کو ناحق قتل کرنا پوری انسانیت کو قتل کرنے کے برابر ہے۔ چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا} (المائدہ: ۳۲)

”جس نے ناحق کسی جان کو قتل کیا یا زمین میں فساد برپا کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔“

آیت مذکورہ میں مطلقاً نفس انسانی کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ اس میں کسی طرح کی کوئی قید نہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی جان کی عظمت کو کعبے سے بھی بلند قرار دیا ہے؛ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے نبی

کریم ﷺ کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا، آپ فرمار ہے تھے:

''اے کعبہ! تو کتنا پاکیزہ ہے، تیری خوشبو کتنی عمدہ ہے، تو کتنا عظیم ہے، تیری حرمت کتنی بلند ہے! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے۔ اور ہمیں مومن کے ساتھ اچھا گمان ہی رکھنا چاہیے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن)

خودکشی کی حرمت کا سبب:

قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ کسی کا اپنی جان کو ہلاک کرنا حرام ہے، اس فعل کا مرتکب اللہ اور رسول کا نافرمان اور جہنم کا مستحق ہے کیوں کہ اس کی زندگی اللہ کی عطا کردہ ایک عظیم نعمت اور امانت ہے جو دوسری نعمتوں کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ ہی اس کی جان کا مالک ہے، بندے کو اس میں تصرف کرنے کا کوئی اختیار نہیں، اس لیے اسلام انسان پر لازم قرار دیتا ہے کہ وہ ہر حال میں زندگی کی حفاظت کرے، کسی انسان کو اسے تلف کرنے کا حق نہیں ہے۔

خودکشی کی حرمت قرآن کی روشنی میں:

جیسا کہ معلوم ہوا کہ انسان پر اپنی جان کی حفاظت کرنا لازم ہے کیوں کہ وہ اللہ کی عطا کردہ ایک امانت ہے جسے کسی بھی طرح سے ہلاکت میں ڈالنے کی اجازت اسلام نہیں دیتا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّہْلُکَۃِ}

''اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔'' (البقرۃ: ۱۹۲)

اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

{وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا}

اور تم اپنی جانوں کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر بڑا مہربان ہے۔

(النساء: ۲۹)

مفسرین کرام نے ان آیات کی ایک تفسیر یہ بھی کی ہے کہ اس سے مراد خودکشی کرنا ہے۔ امام بغوی نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ اس سے مراد خودکشی ہے۔

(تفسیر بغوی: ا؍۶۰۰)

(۵) علامہ بیضاوی نے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایسے فعل کا ارتکاب کرنا ہے جو جان کے قتل کا سبب ہو۔

(تفسیر بیضاوی: ۲؍۷۱۔)

خودکشی کی حرمت احادیث کی روشنی میں:

احادیثِ مبارکہ میں خودکشی کرنے والے کے متعلق بہت سخت وعیدیں آئی ہیں، حتی کی بعض احادیث میں تو اس فعل کے مرتکب کو دائمی عذاب کا مستحق قرار دیا ہے۔ احایث ملاحظہ ہوں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس نے کسی چیز سے اپنی جان کو ہلاک کیا، قیامت کے دن اس کو اسی کے ذریعہ عذاب دیا جائے گا''۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے خود کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کیا، وہ جہنم میں جائے گا۔ وہ اس میں گرتا رہے گا اور اس میں ہمیشہ ہمیش رہے گا، جس نے زہر کھا کر جان دی، اس کا زہر جہنم میں اس کے ہاتھ میں ہوگا، وہ ہمیشہ اس میں رہے گا، جس نے اپنے آپ کو کسی لوہے سے ہلاک کیا تو وہ لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا جس سے وہ جہنم کی آگ میں اپنے پیٹ پر مار رہا ہوگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔“

(۹) صحیح بخاری، کتاب الطب)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے پھانسی کے ذریعہ خود کو ہلاک کیا، وہ جہنم میں بھی ایسا کرے گا اور جس نے نیزہ مار کر خود کو ہلاک کیا تو وہ جہنم میں بھی ایسا کرے گا۔“ (صحیح بخاری، کتاب الجنائز)

مذکورہ احادیث کریمہ سے واضح ہے کہ انسان دنیا میں جس چیز سے خود کو ہلاک کرتا ہے، جہنم میں اسے اسی چیز کے ذریعہ عذاب دیا جائے گا، گویا وہ ایک جرم کی وجہ سے دنیا و آخرت دونوں جہان میں دوہری سزا کا مستحق ہو جاتا ہے اور اگر وہ اس عمل کو حلال اور جائز سمجھ کر کرتا ہے تو ہمیشہ ہمیش کے لیے وہ اسی طرح عذاب میں مبتلا رہے گا۔ ہاں اگر وہ اس کو حرام تو سمجھتا ہے مگر مصائب و آلام پر صبر نہ کر کے خود کو موت کے حوالے کر دیتا ہے تو وہ ایک طویل عرصے تک اس عذاب میں مبتلا رہے گا۔ (صحیح بخاری، کتاب المرضیٰ)

کسی بیماری کی وجہ سے خودکشی کرنا:

یہ دنیا دارالامتحان ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو پریشانیوں میں مبتلا کر کے آزماتا ہے، کبھی اسے ایسی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے جو اس کے لیے وبالِ جان بن جاتی ہے۔ اب اگر بندہ اس پر صبر کرتا ہے تو اللہ اس کے گناہوں کو معاف کرتا ہے اور اس کے درجات بلند فرماتا ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

”مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے حتیٰ کہ ایک کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے جیسا کہ درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے“۔

(صحیح بخاری، کتاب المرضیٰ)

ایک دوسری روایت میں ہے:

”اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے“۔ (بخاری، کتاب المرضیٰ)

اور اس کے بجائے اگر وہ اس پر جزع وفزع اور بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے حتیٰ کہ خود کو موت کے منہ میں ڈھکیل دیتا ہے تو اس وقت یہ بیماری جو درحقیقت اس کے گناہوں کا کفارہ اور نیکیوں کی ضامن تھی، اس کے عذاب کا سبب بن جاتی ہے۔ جیسا کہ روایت میں آتا ہے:

”حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم سے پہلے کے لوگوں میں ایک شخص تھا جسے زخم لگ گیا، وہ بے قرار ہوا اور ایک چھری لے کر اپنے ہاتھ (جس پر زخم تھا) کو کاٹ

دیا، جس سے خون تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا یہاں تک کہ اس کی موت ہوگئی ۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے خود فیصلہ کر کے میرے حکم پر سبقت کی لہٰذا میں نے اس پر جنت حرام کر دی ۔" (بخاری، کتاب الانبیاء)

مسلم شریف کی ایک طویل حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ہم لوگ غزوۂ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کے بارے میں فرمایا کہ یہ جہنمی ہے، جس کا شمار مسلمانوں میں ہوتا تھا، تو عرض کیا گیا: یارسول اللہ! جس کے متعلق آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے، اس نے آج بہت بہادری سے مقابلہ کیا اور اب وہ مر چکا ہے ۔آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جہنم میں گیا۔ قریب تھا کہ بعض صحابہ کرام شک میں پڑتے کہ اتنے میں عرض کیا گیا کہ وہ ابھی مرا نہیں تھا بلکہ اسے گہرا زخم لگا تھا۔ جب رات کے ایک حصے میں وہ اس پر صبر نہ کرسکا تو اس نے خودکشی کرلی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں ندا کردیں کہ جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوگا اور اللہ اس دین کی مدد فاسق آدمی سے بھی لے لیتا ہے"۔

(مسلم، کتاب الایمان)

حدیثِ مذکور سے معلوم ہوا کہ خودکشی اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا شخص بھی اس گناہ کے سبب عذاب کا شکار ہوگیا۔

خودکشی کتنا سخت گناہ ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ نے خودکشی کرنے والے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی جو ایک مومن کے لیے دنیا سے جاتے وقت سب سے بڑی سعادت کی بات تھی مگر آپ نے اس جرم کی سنگینی کو بتانے کے لیے نماز جنازہ میں شرکت سے گریز کیا، چنانچہ حضرت جابر بن سَمُرَہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص لایا گیا جس نے نیزے سے خود کو ہلاک کر ڈالا تھا تو آپ ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی ۔(مسلم، کتاب الجنائز)

"ایک دوسری روایت میں ہے کہ میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھاؤں گا۔ (سنن نسائی، کتاب الجنائز)

امام یحییٰ بن شرف نووی (وفات: ۶۷۶ھ) نے فرمایا:

"جمہور نے فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر اس طرح کے فعل پر زجر و توبیخ اور باز رکھنے کے لیے نماز جنازہ نہیں پڑھی اور صحابہ کرام نے پڑھی ۔اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا میں مقروض شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔"

(حاشیۃ السندی علی سنن النسائی، کتاب الجنائز)

الحاصل اسلامی تعلیمات امن وسلامتی، خیر وعافیت اور حفظ وامان پر مبنی ہیں ۔قرآن وحدیث کی روشنی میں وہی شخص سچا مومن ہے جو سراپا امن وسکون کا پیکر ہو ۔اپنی

ذات سے نہ کسی دوسرے کو نقصان پہنچائے اور نہ خود کو کسی ہلاکت میں ڈالے۔

خودکشی کے اسباب اور اس کا حل:

(۱) خودکشی کی سب سے بڑی وجہ اسلام اور اسلامی تعلیمات سے دوری ہے۔اللہ کے جو بندے اس کی آزمائشوں میں کھرے اترتے ہیں، اللہ اُن کے درجات کو بلند کرتا اور گناہوں کو مٹاتا ہے۔وہ اللہ کی رحمت میں آجاتے ہیں اور جو اس میں ناکام ہوجاتے ہیں، وہ خودکشی کو ہی راہِ نجات سمجھتے ہیں جس سے نہ صرف وہ اپنا دنیوی نقصان کرتے ہیں بلکہ اپنی آخرت بھی تباہ کربیٹھتے ہیں، انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ پر مکمل بھروسہ رکھے اور اس بات کو یقینی جانے کہ سب مصیبتوں اور تکلیفوں کو دور کرنے والی ذات اللہ عزوجل کی ہے۔لہٰذا اسلامی تعلیمات پر عمل کرکے مصائب وآلام پر صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنا کسی بندے کے سامنے حرفِ شکایت زبان پر نہ لانا، رضائے الٰہی اور خوشنودیِ مولا کا سبب ہے۔

(۲) خودکشی کی ایک بڑی وجہ نفسیاتی مسائل ہیں، جیسے جیسے انسان ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا جارہا ہے، نفسیاتی مسائل میں اُسی قدر اضافہ ہوتا جارہا ہے اور ان مسائل کی سب سے بڑی وجہ میڈیا ہے۔ٹی۔وی۔پر دکھائے جانے والے پروگرام، سیریل، ڈرامہ حتیٰ کہ کارٹونوں میں بھی عشق ومحبت اور جذبات برانگیختہ کرنے والے رویے کو مرکزی کردار کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، جس کا اثر نوجوان طبقہ پر بہت زیادہ ہوتا ہے، اور ان کے دماغ پر اس کا ایسا خمار چھا جاتا ہے کہ وہ اس ”محبت“ کو اپنی زندگی کے تمام مقاصد پر فوقیت دینے لگتے ہیں، وہ ان مصنوعی کرداروں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر وہ اس میں ناکام ہوجائیں تو خودکشی کربیٹھتے ہیں لہٰذا گھر کے ذمہ داران کو ان چیزوں کی جانب خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

(۳) خودکشی کی ایک بڑی وجہ والدین کی جانب سے اولاد کی تربیت میں لاپرواہی ہے۔والدین کی تربیت اپنی اولاد کے لیے ایک امر ناگزیر ہے۔والدین کو اپنی اولاد کی تربیت اس طرح کرنی چاہیے کہ وہ اپنی ہر مشکل ان سے شیئر کرسکیں، اس کے ساتھ والدین کو اپنی اولاد کے احساسات کا احترام کرنا بھی ضروری ہے۔کیوں کہ بسا اوقات ان کی طرف سے سختی اور لاپرواہی جذباتی ٹوٹ پھوٹ کا سبب بن جاتی ہے اور اولاد نفسیاتی طور پر کمزور ہوجاتی ہے اور ایسا قدم اٹھا لیتی ہے جو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔

(۴) خودکشی کی ایک بڑی وجہ سوشل میڈیا کا بے جا استعمال ہے، اس نے جہاں ہمارے رشتوں میں دوریاں پیدا کردی ہیں، وہیں والدین کو بھی اس حد تک مصروف کردیا ہے کہ ان کے پاس اولاد کے لیے وقت نہیں ہے۔لہٰذا ہمیں سوشل میڈیا کے استعمال میں اعتدال وتوازن کی راہ کو اپنانا ہوگا تاکہ اس کے سبب ہماری اولاد غلط راہ اختیار کرنے سے دور رہے۔اس کے علاوہ اور بھی بہت سے عوامل ہیں جو خودکشی کا سبب بنتے ہیں۔مثلاً مقصد کے حصول میں ناکامی، گھریلو جھگڑے، غربت وتنگ دستی، قرض کا بوجھ، بے روزگاری اور بدنامی کا خوف وغیرہ وغیرہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ آج اگر ہمارے معاشرہ میں اسلامی تعلیمات عام ہو جائیں، بڑوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو جائے، چھوٹوں کے اندر اطاعت کا جذبہ بیدار ہو جائے، سب ایک دوسرے کے لیے ایک جسم کی مانند ہو کر زندگی گزاریں، دوسروں کی پریشانیوں کے وقت ان کی مدد اور غم خواری کریں، ان کا درد بانٹیں اور ان کی مشکلات کا حل تلاش کریں تو ان شاء اللہ ضرور اس خطرناک مرض سے ہمارے معاشرے کو بڑی حد تک نجات حاصل ہو جائے گی، ورنہ کوئی بعید نہیں کہ اس شعر کی معنویت خودکشی کرنے والوں کی ذات پر صادق آجائے۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ آیا تو کدھر جائیں گے

صوفی ایسا ہونا چاہیے

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ راہ صرف وہی پاسکتا ہے جس کے داہنے ہاتھ میں قرآن اور بائیں ہاتھ میں سنتِ رسول ہو اور وہ ان دو چراغوں کی روشنی میں راستہ طے کرے تاکہ نہ شبہات کے گڑھے میں گرے اور نہ بدعت کی تاریکی میں پھنسے۔

خواب کا بیان

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ خواب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اپنا خواب کسی عالم، دانا اور پسندیدہ شخصیت کے سوا کسی کو نہ بتائے۔ خواب میں دیکھے گئے خیالات کسی کے سامنے بیان نہ کریں کیوں کہ شیطان انسانی صورت میں اس کے پاس آتا ہے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا، خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور خیالات شیطان کے طرف سے ہیں۔ پس جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو تین مرتبہ بائیں طرف تھوک دے پھر اس کے شر سے پناہ مانگے تو وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب صبح کی نماز سے سلام پھیرتے تو پوچھتے کیا تم میں کسی نے گزشتہ رات خواب دیکھا ہے اور فرماتے میرے بعد نبوت سے صرف اچھے خواب رہ جائیں گے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

اکابر خانوادۂ اشرفیہ

مولانا احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کا سوانحی خاکہ

مولانا علاء الحق اشرفی بھاگلپوری، ریسرچ اسکالر جامعہ ملیہ، دہلی

مولانا احمد اشرف علیہ الرحمہ بیسویں صدی عیسوی کی ایک عظیم وعبقری اور نادرِ روزگار شخصیت کا نام ہے۔آپ کی شخصیت سیاسی، تاریخی اور علمی و ادبی ہر لحاظ سے انتہائی اہم ہے۔ذیل میں آپ کا مختصر تعارف ہدیۂ قارئین ہے۔

اسم گرامی: مولانا سید احمد اشرف اشرفی جیلانی

کنیت: ابو المحمود

لقب: عالم ربانی، سلطان الواعظین

والد کا نام:

مجددِ سلسلۂ اشرفیہ، ہم شبیہ غوث جیلاں، سید علی حسین اشرف اشرفی جیلانی المعروف بہ اشرفی میاں۔

ولادت:

۴ شوال المکرم ۱۲۸۶ھ بروز جمعرات، صبح صادق کے وقت ہوئی۔ ولادت سے قبل ہی ایک بزرگ نے اس کی بشارت حضور اشرفی میاں کو دی۔

رسم بسم اللہ خوانی:

آپ کی رسم بسم اللہ خوانی مولانا آل احمد جعفری محدث ہندی رحمۃ اللہ علیہ کے زبان فیض ترجمان سے ہوئی۔جب آپ نے قاعدہ بغدادی پڑھ کر عم پارہ شروع کیا تو خواب میں دیکھا کہ آپ کے جد بزرگوار سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سورۂ فاتحہ پڑھائی۔

دستار فضیلت:

عالم خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سر مبارک پہ دستار (پگڑی) باندھی اور آپ کے استاذ مولانا لطف اللہ علی گڑھی نے فرمایا ''شہزادے! اس کے بعد آپ کو کسی سند و دستار کی ضرورت نہیں۔اس کا پورا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ علی گڑھ میں قیام کے زمانہ میں آپ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار پاک نصیب ہوا۔اس مبارک خواب کو لکھ کر اپنے والد گرامی کو ۱۸ دسمبر ۱۸۹۲ء کو روانہ کیا۔جب یہ مبارک خط کچھوچھہ مقدسہ پہنچا تو اس کو پڑھ کر عید کا سماں ہوا۔سب نے اس خط کو سروں پر رکھا۔اعلیٰ اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے برادرِ اکبر اور مرشد و شیخ

حضرت سید شاہ اشرف حسین قدس سرہٗ نے اس خط کو روزنامچہ میں اس طرح نقل فرمایا ہے:

''آج شب یک شنبہ ہے۔فدوی نے ایک خواب عجیب مسرت آمیز دیکھا۔معرض تحریر میں لاتا ہوں تاکہ ملاحظہ ہو۔گزرے بہت سے واقعات جو خواب میں دیکھے یاد نہیں۔ان کے بعد یہ دیکھا کہ ملک دکن میں کسی مقام پر کسی رئیس کے مکان میں حضرت والد صاحب فروکش ہیں اور میں بھی اتفاقاً مع قاضی اشفاق علی صاحب جو جناب مولانا صاحب کے خویش ہوتے ہیں اور میرے بڑے عنایت فرما ہیں، پہنچ گیا۔نہیں معلوم میں کس بات پر شب کو اُٹھ کر تنہا چلا گیا۔اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ کعبہ شریف میں موجود ہوں۔بیت اللہ شریف کی زیارت کا شرف حاصل ہونے کے بعد دل میں خیال آیا کہ اگر مدینہ منورہ پہنچتے تو خوب ہوتا۔تھوڑی دیر نہیں گزری کہ یکا یک مدینہ شریف میں اپنے آپ کو پایا۔پھر یہ دیکھتا ہوں کہ ایک مکان دو درجہ کا سرِ راہ بنا ہوا ہے۔پہلے درجہ میں ایک صاحب سراپا نور تشریف فرما ہیں اور دوسرے درجہ میں میں اور چند حضرات موجود ہیں۔غرض کہ میں پہلے درجہ میں حاضر ہوا اور اس بزرگ کے روبرو مؤدب بیٹھ گیا۔چند منٹ کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا مجھ پر اس وقت وحی نازل ہو رہی ہے اور چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا۔یہ سن کر ایک بزرگ دوسرے درجہ سے پہلے درجہ میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا فرماتے ہیں۔آپ نے یہ آیت پڑھی ''قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ'' ایک آیت اور پڑھی جو یاد نہیں آپ نے فرمایا اس کو اس سورہ میں درج کرو۔غالباً وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ معلوم ہوتے تھے پھر حضور کھڑے ہو گئے میں بھی کھڑا ہو گیا۔حضور دوسرے درجہ میں تشریف لے گئے میں بھی گیا۔حضور چھوٹے دروازہ کے متصل تشریف فرما ہوئے میں بھی حضور کے قریب بیٹھ گیا۔وہی بزرگ جن کا ذکر آچکا ہے ایک لباس حضور کے سامنے لائے۔پہلے مجھے خیال آیا قرآن شریف ہے اور اس آیت کو لکھنے کے لیے لائے ہیں مگر جب اس کو کھولا تو تہ بتہ مثل کلی اور پوشش وغیرہ کے پارچہ دیکھائی دیئے اور ہر پارچا پر جلی قلم سے خوش نما عبارت عربی میں لکھی ہوئی تھی میں رعب کے سبب پڑھ نہیں سکا۔غرض کہ وہ اس لباس کے تہ کو الٹتے تھے اور حضور ملاحظہ فرماتے جاتے تھے۔یہاں تک کہ دو چھوٹے رومال کے مقدار جو اس پارچہ میں ایک جانب زیادہ تھا۔حضور نے علاحدہ کر لیا اس اثنا میں میرے دل میں خیالات پیدا ہوئے کہ حضور کا تاج مبارک یا نعلین شریف یا کوئی اور چیز ملتی تو تبرکاً لے جاتا اور لوگ زیارت کرتے۔ہنوز یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ حضور نے اس طور پر ارشاد فرمایا ''یہ رومال تو لے گا؟۔۔۔۔یا فقط اس قدر۔۔۔۔تو رومال لے گا'' پس مژدۂ جاں بخش سن کر میں کھڑا ہو گیا اور حضور کی طرف سر جھکا دیا۔عمامہ قادری مع تاج عطیہٗ حضرت والد صاحب میرے سر پر تھا۔اسی پر حضور نے اپنے دست مبارک سے دونوں رومال لپیٹ دی۔اس کے بعد میں نے چاہا کہ آداب بجا لاؤں معاً خیال آیا کہ خلاف شریعت ہے لفظ آداب کے مقام پر جھک کر یوں عرض کیا السلام علیکم۔اس کے بعد دیگر صاحبوں کی طرف بھی اس طرح سلام عرض

کیا۔ پھر حضور کھڑے ہو گئے اور میری طرف اشارہ فرمایا کہ ’’میرے ساتھ آ‘‘ اسی حالت میں خیال آیا کہ ابھی تک مصافحہ نہیں کیا ہے ۔ پھر حضور چھوٹے دروازہ کی طرف تشریف لے جانے لگے میں نے فوراً مصافحہ کیا اور ہاتھ کو چوم لیا آنکھوں سے لگایا۔ اس کے بعد حالت خواب میں ہی اپنے دوست مولوی عبد الرحمان سے ملے جو اکثر اپنے خواب مجھ سے بیان کرتے تھے۔ اس خواب کے واقعات کو مکہ معظمہ جانے کے واقعہ تک بیان کیا کہ آنکھ کھل گئی۔ اس وقت چار بجے تھے۔ فوراً اٹھا، نماز فجر پڑھی، دل کو نہایت مسرور پایا، اب تک بے حد خوشی ہے۔

حضرت عالم ربانی نے حضرت استاذ الکل کو بھی یہ مبارک خواب سنایا۔ انہوں نے سن کر ارشاد فرمایا کہ آپ کی دستار بندی ہو چکی ہے۔ رسمی دستار بندی کی ضرورت نہیں ہے۔

تبحر علمی:

آپ کو تفسیر وفقہ، حدیث واسمائے رجال، اصول فقہ و اصول حدیث، تاریخ وسیر، منطق وفلسفہ اور ریاضی وغیرہ تمام علوم نقلیہ وعقلیہ میں بڑا کمال حاصل تھا فن ریاضی تو جیسے آپ کا اپنا فن تھا، ۲ لاکھ سال کی جنتری انگریزی ماہ کے حساب سے مرتب فرما کر یہ چیلنج کیا کہ اگر کوئی اس میں خامی نکال دے تو اسے ڈھیروں مال انعام میں دیا جائے گا، دوسری جنتری سنہ ہجری کے حساب سے مرتب فرمائی جو ہمیشہ کے لیے کافی تھی، اس میں سنہ و تاریخ کا دیکھنا اتنا ہی آسان تھا جتنا گھڑی دیکھنا اور وہ جنتری اتنی چھوٹی سائز میں تھی کہ گھڑی کی ڈائل میں آسانی سے کندہ ہو سکتی تھی لیکن افسوس صد افسوس گردشِ زمانہ کے ہاتھوں اتنا عظیم وقیمتی سرمایہ ضائع ہو گیا۔

خدمات:

آپ نے دین پاک کی ہمہ جہت خدمت کی، احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا فریضہ بڑے گرم پیمانے پر انجام دیا، تحفظِ سنیت کی خاطر بڑی جد وجہد فرمائی، جس وقت ہندوستان کی سرزمین پر سارے گمراہ فرقے والوں نے ایک ہو کر قلبِ امت میں بدعقیدگی کا ناسور پیدا کیا، آپ نے بڑی سرگرمی فرمائی علما کی متحرک وفعال ٹیم تیار کی، عقائدِ حقہ کی دیواروں کی حفاظت فرمائی، باطل گروں سے مناظرے کیے، فتنہ پردازوں سے مقابلے کیے اور حق کو واضح سے واضح تر کیا۔ آپ کے علمی افادات میں دو کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔

(۱) الدلائل الواضحہ فی اثبات الفاتحہ

(۲) خیر الکلام فی اثبات القیام۔

اخلاق حسنہ:

حلم وبردباری، عفو ودرگذر، اخلاص وخوش اخلاقی غرض کہ سارے محاسن اخلاق کے آپ پیکر جمیل تھے، آپ کی ذات بابرکات سے کبھی کسی کی دل آزاری نہیں ہوئی، آپ سب کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے۔

کرامت:

وصال:

آپ کا وصال ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۴۷ھ عین حالت نماز میں طاعون واسہال کے مرض میں ہوا اور آپ شہدا کی صف میں شامل ہوئے۔

اکابر خانوادہ اشرفیہ

عالم ربانی اور تحفظِ سنیت

محمد قمر عالم اشرفی جامعی، کولکاتا

سنیت در اصل اہلِ سنت و جماعت کی متبادل تعبیر ہے، اہلِ سنت و جماعت کا اطلاق اُسی مفہوم پر ہوتا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں بیان فرمایا "ما أنا علیہ وأصحابی" (جس میں پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق اسلام میں بے شمار فرقے پیدا ہوئے، ان میں آپ نے صرف ایک فرقہ کو ناجی قرار دیا جسے اہلِ سنت و جماعت کے عنوان سے معنون کیا جاتا ہے۔

اسلام کی ساکھ کو کمزور اور اس کی بنیاد کو متزلزل کرنے کے لیے ہر عہد و عصر میں بے شمار داخلی و خارجی فتنے ابھرے مگر اللہ رب العزت نے اس کی گود کو کبھی بھی ایسے مردانِ حق آگاہ سے خالی نہیں رکھا جو اسلام پر ہونے والے ہر حملے کا پلٹ پلٹ کر جواب دے سکیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ جہالت وضلالت کی ہر نئی ظلمت میں اسلام کے پاس ایک ید بیضا موجود تھا جس کی روشنی نے تاریکی کے ہر پردے کو چاک چاک کر ڈالا اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعض ارشادات میں ایک عظیم فتنے کی پیشین گوئی فرمائی تھی جسے خوارج کا فتنہ کہا جاتا ہے اور اس کی علامتیں بھی بیان فرمائیں جن میں سے بعض یہ ہیں کہ (۱) وہ شانِ رسالت میں گستاخانہ کلمات استعمال کریں گے (۲) زیادہ تر سر منڈائیں گے (۳) قرآن خوب پڑھیں گے لیکن ان گستاخانِ رسول کے دلوں پر قرآن کا کچھ اثر نہیں ہوگا (۴) وہ ہر دور میں مسلمانوں کے خلاف کافروں کے مددگار بن کر رہیں گے حتی کے مسیحِ دجّال کے ساتھ جا ملیں گے۔

خوارج کا فتنہ سب سے پہلے ۳۸ ہجری کے بعد حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے عہد میں ظاہر ہوا اور حضرت علی وحضرت عبد اللہ بن عباس سمیت کثیر صحابۂ کرام پر کفر وشرک کی تہمت رکھی گئی۔ اس وقت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ کرام نے پورے شد و مد کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ یہ فتنہ کمزور پڑ گیا۔ اس کے بعد چوتھی صدی ہجری میں اتباعِ سلف کا دعویٰ کرنے والے بعض سلفی لوگ مثلاً قاضی ابو یعلیٰ (وفات: ۴۵۷ھ) وغیرہ نے خارجیت کو دوبارہ زندہ کیا، یہ لوگ خود کو حنبلی کہتے تھے اور اپنے فاسد عقائد کی نسبت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی جانب کرتے تھے۔

اس زمانے میں شیخ عبدالقادر جیلانی (وفات: ۵۶۱ھ) علامہ ابن جوزی (وفات: ۵۰۸ھ) اور ابوالحسن ابن الزاغونی (وفات: ۵۲۷ھ) جیسے علمائے اہلِ سنت نے پوری سرگرمی سے ان کا تعاقب کیا اور ان کی سر توڑ کوششوں سے یہ فتنہ دو سو سال تک دبا رہا۔

ساتویں صدی ہجری میں ابن تیمیہ حرّانی کی سرکردگی میں خارجیت نے تیسری بار سر اٹھایا، بے شمار صحابہ کرام پر تنقید کی گئی، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو تین سو غلطیوں کا مرتکب قرار دیا گیا، ائمۂ دین کی قدروں کو مجروح کیا گیا، متکلمین وصوفیا پر طعن وتشنیع کی گئی، روضۂ رسول کی حاضری کو ناجائز قرار دیا گیا، توسل واستغاثہ کے خلاف آواز بلند کی گئی۔ بالآخر تقی الدین سبکی (وفات: ۷۵۶ھ) شیخ تاج الدین سبکی (وفات: ۷۷۱ھ) شیخ عز بن جماعہ (وفات: ۷۶۷ھ) جیسے راسخ العقیدہ علمائے اہل سنت میدان میں آئے اور پوری قوت کے ساتھ تیمیائی فکر کا مقابلہ کیا اور کئی سو سال تک یہ فتنہ اپنی موت مرا رہا۔

رسول اللہ ﷺ نے چوں کہ یہ پیشین گوئی فرمائی تھی "لا یزالون یخرجون حتی یخرج آخرھم مع المسیح الدجال" (یہ لوگ ہمیشہ ظاہر ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ اس کا آخری لشکر مسیح دجال کے ساتھ جا ملے گا) لہٰذا بارہویں صدی ہجری میں یہ ناسور وہابیت کا روپ اختیار کر کے پھر چوتھی دفعہ اُبھر کر آیا، نجد کی سرزمین پر عبدالوہاب بن سلیمان کے علمی گھرانے میں محمد بن عبدالوہاب پیدا ہوا، اس نے ابن تیمیہ حرّانی اور اس کے شاگرد ابن القیم جوزیہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا، ان دونوں کی تعلیمات سے بھرپور استفادہ کیا اور ان کے افکار ونظریات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا، اولین خوارج کی روش کو اپناتے ہوئے مسلمانوں کو اسلام سے خارج بتانا اور مشرک ٹھہرانا شروع کر دیا، مسلمانوں کے جان ومال کو حلال کیا، صحابہ اور صالحین امت کے مقبروں کو مسمار کیا، مکۃ المکرمۃ میں موجود بے شمار مشاہد ومقدسات منہدم کروائے، اکابرِ ملت کو اپنے اعتراضات کا نشانہ بنایا، اللہ رب العزت کے لیے کذب کو ممکن مانا گیا، امکانِ نظیر کا عقیدہ پیش کیا گیا، استغاثہ واستعانت، توسل اور نبی اللہ کے لیے عقیدۂ علم غیب ان جیسے ہزارہا مسلمات کو بدعات ومشرکانہ خرافات قرار دیا گیا، قتل وغارت گری کا بازار گرم کیا گیا یہاں تک کہ ابن عابدین شامی (وفات: ۱۲۵۲ھ) کے مطابق ۱۲۳۳ھ میں اللہ رب العزت نے ان کی طاقت توڑ دی اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح عطا کی۔

یہی وہابیانہ تحریک اسماعیل دہلوی کے دوش پر سوار ہو کر نجد سے ہندوستان پہنچی، اس نے محمد بن عبدالوہاب کی کتاب التوحید کا اردو میں شرح کیا اور تقویۃ الایمان نامی کتاب کے ذریعہ پورے ہندوستان میں وہابیت کو فروغ دینے کی کوشش کی، امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا اور مسلمانانِ اہل سنت وجماعت کو مشرک بتا کر انھیں جہنم کا ایندھن قرار دیا۔ اسماعیل دہلوی نے دلی کی سرزمین پر جب فتنۂ وہابیت کی بیج بوئی تو اس وقت متحدہ ہندوستان کے سیکڑوں علمائے اہلِ سنت اس فتنہ کے خلاف آمادۂ پیکار ہو گئے اور دلائل وبراہین کی روشنی میں اس کا ردو ابطال کیا۔ چنانچہ

مولانا خادم احمد فرنگی محلی (وفات: ۱۲۱۷ھ)

مولانا محمد احسن حافظ دراز پشاوری (وفات: ۱۲۳۳ھ)

مولاناسید جلال الدین برہان پوری (وفات: ۱۲۳۷ھ)

مولاناولی فرخ آبادی (وفات: ۱۲۴۹ھ)

مولاناارتضا علی خان گوپاموی (وفات: ۱۲۵۱ھ)

مولاناشاہ عبد المجید بدایونی (وفات: ۱۲۶۳ھ)

مولانامحی الدین بدایونی[وفات: ۱۲۷۰ھ)

مولانافیض اللہ پنجابی (وفات: ۱۲۷۰ھ)

مولانامخصوص اللہ دہلوی (وفات: ۱۲۷۲ھ)

مولانامحمد سعید اسلمی مدراسی (وفات: ۱۲۷۲ھ)

اسماعیل دہلوی کے چچازاد بھائی مولاناموسیٰ دہلوی

مفتی صدرالدین آزردہ (وفات: ۱۲۷۵ھ)

مولاناجمال الدین فرنگی محلی (وفات: ۱۲۷۶ھ)

علامہ فضل حق خیرآبادی (وفات: ۱۲۷۸ھ)

مولاناتراب علی لکھنوی (وفات: ۱۲۸۰ھ)

مولاناسلامت اللہ بدایونی (وفات: ۱۲۸۱ھ)

مولاناعبد السبحان ہسوی (وفات: ۱۲۸۲ھ)

مولاناوکیل احمد سکند پوری (وفات: ۱۲۸۳ھ)

مولانامحمد عمر رام پوری (وفات: ۱۲۸۵ھ)

شاہ فضل رسول بدایونی (وفات: ۱۲۸۹ھ)

مولاناسید عبد الفتاح گلشن آبادی (وفات: ۱۲۸۹ھ)

مولانا کرامت علی جون پوری (وفات: ۱۲۹۰ھ)

مولانا کریم اللہ دہلوی (وفات: ۱۲۹۱ھ)

مولانااحمد علی خلیفۂ حضرت اخوند رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۱۲۹۱ھ)

مولانانقی علی خان بریلوی (وفات: ۱۲۹۷ھ)

مولانامحمد حیدر علی لکھنوی ثم حیدرآبادی (وفات: ۱۲۹۹ھ)

مولانافخر الدین احمد الہ بادی (وفات: ۱۳۰۳ھ)

مولاناعبد السبحان احمد آبادی (وفات: ۱۳۰۳ھ)

مولاناسید معین الدین (وفات: ۱۳۰۴ھ)

مولانامحمد عبد اللہ خراسانی بلگرامی (وفات: ۱۳۰۵ھ)

مولاناسید اشرف حسین کچھوچھوی (وفات: ۱۳۰۷ھ)

مولاناارشاد حسین نقشبندی رامپوری (وفات: ۱۳۱۱ھ)

مولاناعبد القادر بدایونی (وفات: ۱۳۱۹ھ)

مولاناخیر الدین جالندھری (وفات: ۱۳۲۶ھ)

مولانااحمد رضاخاں بریلوی مجدد ملۃ حاضرہ (وفات: ۱۳۴۰ھ)

مولاناسید علی حسین کچھوچھوی (وفات: ۱۳۵۵ھ)

مولاناحامد رضاخان بریلوی (وفات: ۱۳۶۲ھ)

مولاناسید نعیم الدین مرادآبادی (وفات: ۱۳۶۷ھ)

مولاناامجد علی صاحب بہار شریعت (وفات: ۱۳۶۷ھ)

مولاناسید محی الدین اشرف کچھوچھوی (وفات: ۱۳۶۸ھ)

مولاناعبد العلیم صدیقی میرٹھی (وفات: ۱۳۷۴ھ)

مولاناحشمت علی خان (وفات: ۱۳۸۰ھ)

مولاناظفر الدین بہاری صاحب صحیح البہاری (۱۳۸۱ھ)

محدث اعظم ہند کچھوچھوی (وفات: ۱۳۸۱ھ)

مولاناعمر نعیمی (وفات: ۱۳۸۵ھ)

مولانااحمد یار خاں نعیمی (وفات: ۱۳۹۱ھ)

حافظ ملت مولاناعبد العزیز مرادآبادی (وفات: ۱۳۹۶)

مولاناسید غلام جیلانی میرٹھی (وفات: ۱۳۹۸ھ)

مولاناحبیب الرحمان المعروف بہ مجاہدِ ملت (وفات: ۱۴۰۱ھ)

مولانارفاقت حسین کانپوری (وفات: ۱۴۰۳ھ)

مولانا خلیل الرحمان مصطفی آبادی، مولانا محمد صبغۃ اللہ مدراسی، مولانا سید بدر الدین حیدر آبادی، مولانا سید حیدر شاہ حنفی قادری، مولانا مخلص الرحمن چاٹگامی، مولانا سید لطف الحق قادری بٹالوی، مولانا عبداللہ سہارنپوری، مولانا ہدایت اللہ لکھنوی وغیرہم نہ جانے کتنے علمائے اہلِ سنت اور عمائدِ دین وملت نے وہابیہ کی تردید میں کتب ورسائل تحریر فرمائے اور اس نجدی پودے کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنے پر تل گئے، تحریر وتقریر کے ہر میدان میں پوری سرگرمی سے اس تحریک کا محاسبہ کیا اور ہر محاذ پر اس کا ناطقہ بند کرنے کی کوشش کی۔

وہابیہ شورش اور اُس وقت ہندوستان میں پیدا ہونے والے دوسرے تمام فتنوں کے خلاف تحفظِ سنیت کے لیے جو علمائے اہلِ سنت میدانِ کارزار میں اتر پڑے، اُن میں نمایاں کردار جہاں علامہ فضل حق خیر آبادی، مجددِ دین الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی، علامہ فضل رسول بدایونی، اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی، حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی، حضرت محدث اعظم ہند کا ہے، وہاں ایک عظیم شخصیت اور بھی ہے، جسے تاریخ کبھی فراموش نہ کر سکے گی۔

اس عظیم وعبقری شخصیت کا نام احمد اشرف ہے، اس کا نسب شریف حضرت غوثِ پاک سے ملتا ہے، جسے تارک السلطنت حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کی معنوی اولاد میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہے، جو جمعہ جیسے مبارک دن میں کچھوچھا شریف کی مردم خیز بستی میں پیدا ہوا، جس کی پرورش اس عظیم باپ کی گود میں ہوئی جنھیں تاج الفحول حضرت عبد القادر بدایونی نے ہم شبیہِ غوث الثقلین کہا، جن کے معتقد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی تھے، جن کے دربار کے خسرو حضرت صدر الافاضل تھے، جو شدھی تحریک (۱۹۲۳ء) کے خلاف اپنی کبر سنی کے باوجود اِس اعلانِ حق کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے کہ ”میں کبر سنی وضعیف العمری کے سبب ناقابل سفر ہو گیا ہوں لیکن اس موقع پر عذر کرتے ہوئے سب سے پہلے مجھ کو حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حضور شرم آتی ہے، جن کی کبر سنی شبابِ فاروقی سے برتر ثابت ہو چکی ہے“۔

مولانا احمد اشرف علیہ الرحمہ اُس نادرِ روزگار ہستی کا نام ہے، جسے علم کی سند بذریعۂ خواب براہِ راست بارگاہِ نبوت سے حاصل ہوئی، محدث اعظم ہند جس کے خصوصی تربیت یافتہ اور مرید وخلیفہ تھے، تحفظِ سنیت کی خاطر ہر میدان میں جس کی سرگرمی وحرارت اور جوش وخروش کو دیکھ کر تاج الفحول کے صاحبزادے حضرت مولانا ضیاء القادری بدایونی نے ”حامی السنن“ اور ”ماحی الفتن“ لکھا، جو مسلکِ اہل سنت وجماعت کی ترجمانی اور کتاب وسنت کی تشریح ایسے روح پرور اور دلنشین ودل پذیر انداز میں کرتا کہ اس کے معاصر علما نے اسے ”عالم ربانی“ اور ”مولانا المعظم“ جیسے القاب سے یاد کیا، جس کے علمی افادات کے ذریعہ عقائدِ وہابیہ کے رد میں ”الدلائل الواضحہ فی اثبات الفاتحہ“ اور ”خیر الکلام فی اثبات القیام“ جیسے رسائل نے منظر عام پر آکر گمراہوں کے دانت کھٹے کر دیے، جس نے تحفظِ سنیت کی خاطر مناظرہ کے ہر چیلنج کو قبول کیا، جو کچھوچھہ شریف سے لے کر مراد آباد، بھاگلپور اور مونگیر وغیرہ مختلف علاقوں میں مناظرہ کے

ہر اسٹیج پر نظر آیا لیکن اس کے علمی جاہ و جلال کے سامنے کبھی کوئی گمراہ مناظر کھڑا نہ ہوسکا، جس نے وہابیت و غیر مقلدیت اور الحاد و بے دینی کے خلاف باطل گروں سے ہر محاذ پر مقابلہ کیا، جسے اللہ رب العزت نے "المؤمن یجاهد بلسانه" کا بے نظیر مصداق بنایا تھا، اس کی زبان میں بلا کی کشش تھی، قدرت کی جانب سے اسے بے مثال حافظہ عطا ہوا تھا، وہ اپنے دلائل و براہین میں سیف اللہ المسلول تھا۔

۱۳۲۷ھ میں حضرت تاج الفحول بدایونی علیہ الرحمہ کے عرس کے موقع پر صلح کلیت کے خلاف عالم ربانی کی ایک تقریر کا نقشہ کھینچتے ہوئے مولانا ضیاء القادری بدایونی نے تحریر کیا۔

"آج کل یہ جو کہا جاتا ہے کہ اسلام میں فرقہ بندیوں کا وقت نہیں، مصلحت کا زمانہ ہے کہ سب فرقے مل جائیں، آپس میں شہد و شکر ہو کر اسلام کو قوت بخشیں، اس اعتراض کا بھی نہایت معقول جواب دیا گیا اور ہر مذہب، ہر باطل عقیدہ والے کی محبت سے بچنے کی ہدایت، ان سے میل جول نہ رکھنے کی تاکید فرمائی۔

دور شو از اختلاطِ یار بد　　یار بد، بدتر بود از مار بد
مارِ بد، تنہا ہمیں بر جان ند　　یار بد جان و بر ایمان زند

جا بجا نہایت دل چسپ اشعار جن کو خوش الحانی سے پڑھتے جاتے تھے، سونے پر سہاگہ کا کام دیتے تھے، ڈھائی گھنٹے کے قریب تک صاحبزادہ صاحب نے اپنے فیض تکلم سے اپنے مشتاقوں کو مستفیض فرمایا، اہلِ محفل نے آپ کے وعظ سے نہایت حظ اٹھایا۔"

اس محفل میں علمائے فرنگی محل، علمائے خیر آباد، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، شاہ مطیع الرسول بدایونی، مولانا سید سلیمان اشرف جیسے بزرگ موجود تھے۔

حضرت عالم ربانی کی شبانہ روز محنت اور بے لوث خدمات کو دیکھ کر ان کے والد ماجد، مرشدِ حقانی، عارف باللہ، ہم شبیہ غوثِ اعظم جیلانی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور انھوں نے ایک موقع پر اپنے اس عظیم بیٹے کے تعلق سے ارشاد فرمایا کہ "میری ۸۰ برس کی کمائی میں صرف دو چیزیں ہیں جن کی قیمت کا اندازہ اگر آپ میری نگاہ سے کریں گے تو ہفت اقلیم کی تاجداری ہیچ نظر آئے گی، یہ میری بڑی قیمتی کمائی ہے، جس پر مجھ کو دنیا میں ناز ہے اور آخرت میں فخر ہے۔"

المختصر یہ کہ عالم ربانی حضرت مولانا الحاج ابوالمحمود سید احمد اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے دین پاک کی ہمہ جہت خدمت کی، احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا فریضہ بڑے گرم پیمانے پر انجام دیا تحفظِ سنیت کی خاطر بڑی جد و جہد فرمائی، جس وقت وہابیت و دیوبندیت نے ایک ہو کر قلبِ امت میں بدعقیدگی کا ناسور پیدا کیا، آپ نے بڑی سرگرمی فرمائی، علماء کی متحرک و فعال ٹیم تیار کی، عقائدِ حقہ کی دیواروں کی حفاظت فرمائی، باطل گروں سے مناظرے کیے، فتنہ پردازوں سے مقابلے کیے اور حق کو واضح سے واضح تر کیا اور بالآخر اہلِ سنت و جماعت کا یہ عظیم و بے باک ترجمان اسہال وطاعون کے مرض میں ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۴۷ھ کو اپنے مالکِ حقیقی سے جاملا۔

آپ کے وصال کے بعد حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے آپ کے لیے جو کلماتِ مرثیہ ارشاد فرمائے، اس سے یہ انداز لگایا جاسکتا ہے حضرت عالم ربانی کی ذات اہلِ سنت وجماعت کے لیے کس قدر قیمتی اثاثہ تھی۔ وہ رقم فرماتے ہیں:

’’آج اسلامی ہند کا چپہ چپہ اندوہ والم کا طوفانِ بلاخیز بسمندر بنا ہوا ہے، جس میں رنج والم کی امواج کا تلاطم صبر وقرار کی کشتی کو ٹھہرنے نہیں دیتا، دنیائے اسلام گرداب غم میں غوطے کھا رہی ہیں اور ہر دل اس غم میں رنجیدہ ہے کہ حضرت قدوۃ الاسلام، شوکت دین، سلاسلۂ خاندان نبوت، نقاوۂ دومان غوثیت، عالم عدیم العدیم، خطیب فقید المثل، جامع کمالاتِ صوری ومعنوی مجمع بحرین ظاہری وباطنی، پیشوائے ملت، ہادی امت، حامی دین، ناصر شرع متین، حضرت سراپا برکت مولانا الحاج المولوی شاہ احمد اشرف صاحب اشرفی کچھوچھوی قدس سرہ العزیز نے ۱۹ روز کی علالت کے بعد ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۴۷ھ کو بعد مغرب اس دارفانی سے رحلت فرمائی ’’انا للہ وانا الیہ راجعون‘‘

کتابیات:

السنن الکبریٰ للنسائی: امام نسائی

برطانوی مظالم کی کہانی: مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری

حیاتِ مخدوم الاولیاء: مفتی محمود رفاقتی

تذکرہ مولانا احمد اشرف: مفتی رضاء الحق اشرفی

کون بچا ہے؟

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۱۲۳۹ھ) اپنی معرکۃ الآرا کتاب ’’تحفۂ اثنا عشریہ‘‘ میں لکھتے ہیں کہ ’’تلاشِ بسیار اور جستجوئے بے حساب کا حاصل یہ معلوم ہوا کہ اس عالم میں کوئی ایسا نہیں جس کے حق میں بدزبانوں اور عیب چینوں نے زبانِ طعن دراز نہ کی ہو۔ دہریوں نے ذاتِ الٰہی تک میں کلام کر ڈالا، معتزلہ نے انبیائے کرام علیہم السلام کی عصمت کے انکار میں حضرت آدم علیہ السلام لے کر رسول اللہ ﷺ تک کو موضوعِ سخن بنایا اور چھوٹے سے لے کر بڑے گناہ تک ان کی جانب منسوب کیے، یہودیوں نے عصمتِ ملائکہ پر انگلی اٹھائی، نواصب وخوارج نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور اہلِ بیتِ اطہار کی شان میں دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا اور آخر میں ابن سبا یہودی اور اس کے ہمنوا رافضیوں نے خلفائے ثلاثہ اور اصاغر واکابر صحابہ کی ارفع واعلیٰ شان میں مطاعن کا دروازہ کھولا لیکن عقل مندوں اور ہوش وگوش رکھنے والے لوگوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ یہ سب کچھ ایسا ہے جیسے چاند پر کتے بھونک رہے ہوں جس سے ان عالی قدر ومنزلت اور مطہر ومقدس اور بزرگ ومحتشم شخصیات کی عزت وقدر میں ذرہ برابر کمی نہیں آتی۔

(ملخص تحفۂ اثنا عشریہ)

(دینیات)

آؤ دین سیکھیں

ادارہ

معزز قارئین کرام! ہمارے دین کا ایک حصہ وہ ہے، جسے ضروریاتِ دین کہا جاتا ہے، جس کا سیکھنا ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم ہے، اس سے ناواقفیت اللہ کی بارگاہ میں کسی بھی حال میں عذر نہیں ہوگا، الّایہ کہ کسی نے ابھی ابھی اسلام قبول کیا ہو اور کچھ ہی دنوں کے بعد اس کی موت ہوگئی ہو یا کسی ایسی جگہ کا رہنے والا ہو جہاں دور دور تک علما موجود نہ ہوں۔ ان دونوں صورتوں کے علاوہ اگر آپ مسلمان ہو کر اگر آپ دین کی ضروری باتوں اور ان کے بنیادی مسائل کو نہیں سیکھتے ہیں تو کل اللہ کی بارگاہ میں کوئی عذر نہیں سنا جائے گا۔

یہ کالم صرف اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ آپ دین کی ضروری اور بنیادی باتیں سیکھیں اور اس کی روشنی میں اپنے عقیدے، اعمال، اخلاق اور معاملات کو سنوارنے کی کوشش کریں: آسانی کے لیے سوال و جواب کا انداز اختیار کیا گیا ہے۔

سوال: ارکانِ ایمان کتنے ہیں اور کیا کیا ہیں؟

جواب: ۶ ہیں:

(۱) اللہ پر ایمان لانا (۲) فرشتوں پر ایمان لانا (۳) اس کے رسولوں پر ایمان لانا (۴) اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا (۵) تقدیر پر ایمان لانا (۶) آخرت کے دن پر ایمان لانا۔

سوال: اسلام کی بنیاد کتنی چیزوں پر ہے اور وہ کیا کیا ہیں؟

جواب: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

(۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں (۲) نماز کی پابندی کرنا (۳) روزہ رکھنا (۴) حج کرنا (۵) زکات دینا۔

سوال: فرائضِ وضو کتنے ہیں اور کیا کیا ہیں؟

جواب: فرائض وضو چار ہیں: پورا چہرہ دھونا، کہنیوں سمیت ہاتھ دھونا، چوتھائی سر کا مسح کرنا، ٹخنوں سمیت پیروں کو دھونا۔

سوال: فرائض غسل کتنے ہیں اور کیا کیا ہیں؟

جواب: فرائض غسل تین ہیں: کلی کرنا، ناک کی نرمی ہڈی تک پانی چڑھانا، پورے بدن پر اس طرح پانی بہانا کہ بال برابر بھی بدن کا کوئی حصہ سوکھا نہ رہے۔

سوال: نماز کی شرطیں کتنی ہیں اور کیا کیا ہیں؟

جواب: نماز کی شرطیں چھ ہیں: طہارت، ستر عورت، وقت، استقبال قبلہ، نیت، تکبیر تحریمہ۔

سوال: فرائض نماز کتنے ہیں اور کیا کیا ہیں؟

جواب: فرائض نماز چھ ہیں: قیام، قراءت، رکوع، سجدہ، قعدۂ اخیرہ، خروج بصنعہ۔

سوال: نجاست کی کتنی قسمیں ہیں اور کیا کیا ہیں؟

جواب: نجاست کی چار قسمیں ہیں: نجاستِ غلیظہ، نجاست خفیفہ، حدث اصغر یعنی بے وضو ہونا، حدث اکبر یعنی جنبی ہونا۔

IMPORTENT DU'AAS FOR KIDS

DU'AA BEFORE ENTERING THE HOUSE

بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا، وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا، وَعَلٰى رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

BIS MIL LAAHI WALAJ NAA WA BIS MIL LAAHI KHARAJ NAA WA A'LAA RAB BINAA TAWK KAL NAA

AS SALAAMU ALAIKUM WA RAHMA TUL LAAHI WA BARA KAA TUH

DU'AA BEFORE LEAVING THE HOUSE

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَي اللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

BIS MIL LAAHI TAWAK KAL TU A'LAL LAAHI WA LAA HAULA WA LAA QUW WATA IL LAA BIL LAAH

DU'AA BEFORE EATING

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰي بَرَكَةِ اللّٰهِ

BIS MIL LAAHI WA A'LAA BARA KA TIL LAAH

DU'AA AFTER EATING

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

AL HAMDU LIL LAA HIL LAZEE AT'AMA NAA WA SAQAA NAA WA JA'AL NAA MINAL MUSLIMEEN

DU'AA BEFORE SLEEPING

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا

AL LLA HUMMA BIS MIKA AMOOTU WA AHYAA

ہماری سرگرمیاں

ادارہ

سرزمین کچھوچھا مقدسہ پر تعلیمات مخدوم سمنانی پر ایک عظیم الشان سیمنار اور پانچواں عرس صوفی ملت

۳۰/اکتوبر بروز منگل برِصغیر کی ۶ صدی پرانی علمی، فکری، تحقیقی اور تصوفانہ رنگ و آہنگ میں ڈوبی ہوئی خانقاہ ''خانقاہِ اشرفیہ'' کے ایک روحانی بزرگ صوفیِ ملت، عطائے مخدوم اشرف حضرت سید شاہ جہاں گیر اشرف اشرفی جیلانی نواسۂ محدثِ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا عرسِ مبارک بڑے تزک و احتشام سے منایا گیا۔ اس حسین و پُر بہار موقع پر خانقاہِ اشرفیہ جہاں گیریہ کے وسیع و عریض ہال ''ایوانِ امامِ اعظم ابوحنیفہ'' میں ''مخدومِ سمناں کی تعلیمات اور عصرِ حاضر میں اس کی اہمیت و افادیت'' کے زیرِ عنوان ایک سیمینار منعقد ہوا۔ جس کی سرپرستی تاج الاسلام حضرت مولانا سید شاہ نظام الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی اور صدارت اشرف العلما حضرت مولانا سید شاہ محمد اشرف اشرفی جیلانی نے فرمائی۔ بطورِ مہمانِ خصوصی رئیس ملت حضرت سید شاہ رئیس اشرف اشرفی جیلانی، سجادہ نشیں خانقاہِ شاہِ میراں، کھمبات شریف، گجرات اور شہزادۂ رئیس ملت حضرت مولانا سید شاہ جامی اشرف اشرفی جیلانی مدعو تھے۔

جناب حافظ کفیل عنبر اشرفی جالوی نے نقابت کے فرائض انجام دیتے ہوئے سیمینار کی حقیقت پر کچھ دیر روشنی ڈالی۔ سیمینار کی ابتدا نبیرۂ صوفیِ ملت حافظ و قاری سید عبد القادر اشرف اشرفی جیلانی نے تلاوتِ کلامِ پاک سے کی۔ پھر نقیبِ موصوف نے ترانۂ اشرفی کے لیے پرویز عالم اشرفی کچھوچھوی کو دعوت دی۔ موصوف نے والہانہ اور پُر کیف انداز میں ترانۂ اشرفی پیش کیا، جس سے محفل پر ایک سماں سا بندھ گیا۔ ترانۂ اشرفی کے بعد نقیبِ سیمینار نے باضابطہ سیمینار کا آغاز کرنے اور پہلا مقالہ پڑھنے کے لیے مولانا معصوم رضا جامعی کو دعوت دی۔ مولانا جامعی نے ''مخدومِ سمناں کی تعلیمات اور عصرِ حاضر میں ان کی اہمیت و افادیت'' کے عنوان پر اپنا بہترین مقالہ پیش کیا اور اس بات کا اظہار فرمایا کہ عصرِ حاضر میں مخدومِ سمناں کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور اسے عام و تام کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ صاحبانِ علم و فضل حضرتِ مخدوم کی تعلیمات سے آشنا ہوں۔ بعدہٗ مولانا ضیاء

الرحمٰن علیمی تشریف لائے۔علیمی صاحب نے ’’لطائفِ اشرفی اور رسالہ مکیہ کے تعلیمی اشتراکات‘‘ کے موضوع پر ایک عالمانہ اور محققانہ مقالہ پیش کیا، جس سے مشائخِ طریقت ومعرفت اور اربابِ علم و دانش خوب محظوظ ہوئے۔موصوف نے یہ بھی بتایا کہ لطائفِ اشرفی میں بعض مقامات پر حضرتِ مخدوم نے از خود رسالہ مکیہ کی دل نشیں شرح فرمائی ہے اور اس حوالے سے لطائفِ اشرفی کے کچھ اقتباسات بھی پیش کیے۔پھر نقیب صاحب نے مفتی شمس الزماں صاحب صابری کو دعوت دی۔صابری صاحب نے ’’ترکِ سلطنت مخدومِ سمناں کی عظیم قربانی‘‘ کے زیرِ عنوان ایک شاندار ادبی مضمون پیش کیا۔الفاظ کی بندش، جملوں کی سجاوٹ، زبان وبیان کی سلاست اور اس پر ادبیت کی ہم آہنگی نے مضمون کے حسن کو دوبالا کردیا تھا۔صابری صاحب نے بیان کیا کہ آزاد وہی شخص ہے، جسے نفس کی غلامی سے آزادی ملے اور صاحب مال ومتاع وہی ہے، جسے دل کی دولت نصیب ہو۔بعدہٗ نقیبِ سیمینار نے راقم السطور زین العابدین اشرفی کو دعوت دی۔اس بندۂ ہیچ مداں نے ’’مخدومِ سمناں، طریقۂ بیعت اور شرائطِ شیخ ومرید‘‘ کے زیرِ عنوان اپنے رقم شدہ مقالے کو نہ پڑھ کر فقط اختتامیہ ہی کی قراءت کی اور تین سے چار منٹ میں اپنی گفتگو تمام کی۔راقم نے اپنے آقاؤں اور مسند نشینانِ خانقاہ کی بارگاہ میں دست بستہ عرض کیا کہ خدارا ہمیں پھر اسی دور میں لے چلیے، جس دور میں پیر ومرشد خواجہ سری سقطی اور شیخ روز بہان وزان مصری کی طرح تھے تو مرید سید الطائفہ جنید بغدادی اور شیخ نجم الدین کبریٰ کی مانند، تاکہ ہم بھی اسلام کی حقیقی خوشبو سے معطر ہوں، براہِ راست مشکاۃِ نبوت کے چشمۂ شیریں سے فیض یاب ہوں اور ایمان کی حلاوت سے لذت آشنا ہوں۔

اِٹھ کہ خورشید کا سامانِ سفر تازہ کریں
نفَسِ سوختۂ شام وسحر تازہ کریں

راقم کے بعد مفتی منظر حسن خان اشرفی مصباحی برسرِ اسٹیج ہوئے اور بعنوانِ سیمینار ہی اپنا مقالہ پیش کیا، جس سے مشائخ، علما اور سامعین نے خوب لطف اٹھایا۔مصباحی صاحب نے اظہارِ افسوس کرتے ہوئے کہا کہ آج ہماری خانقاہوں کے آقازادوں کو چاہیے کہ فقط ’’پدرم سلطان بود‘‘ کا نعرہ نہ لگائیں، بلکہ خود علم وحکمت کے زیور سے آراستہ ہوں، تاکہ صرف حلقۂ یاراں ہی میں نہیں، دیگر حلقوں میں بھی ان کی ضرورت محسوس کی جائے اور اس سلسلے میں علومِ ظاہری وباطنی میں غوث العالم، سلطان سید اشرف جہاں گیر سمنانی قدس سرہ النورانی کی جد وجہد، محنت شاقہ، کم عمری میں حافظ وقاری قراءتِ سبعہ اور مروجہ علوم وفنون کو حاصل کرکے عالم یگانہ اور فاضل زمانہ ہو کر صفِ اول کے ممتاز علما میں شامل ہونا، مریدین وآقازادوں ہر ایک کے لیے مشعلِ راہ ہے۔مصباحی صاحب کے بعد مولانا عارف اللہ فیضی صاحب رونق اسٹیج ہوئے۔فیضی صاحب نے ’’مخدومِ سمناں کی حیات وتعلیمات‘‘ کے زیرِ عنوان مخدومِ سمناں کی حیات پر متعدد جہات سے روشنی ڈالی۔حضرتِ مخدوم کے علم وتفقہ، قوت حافظہ، بصیرت ومعرفت، ملکۂ خداداد اور دیگر احوال پر مختصر اور جامع گفتگو فرمائی۔پھر بارِ نقابت سنبھالتے ہوئے مفتی منظر حسن خان اشرفی

نے مفتی آلِ مصطفیٰ صاحب اشرفی مصباحی کو دعوت دی۔ مفتی صاحب قبلہ نے مختلف موضوعات پر گفتگو کی۔ دورِ حاضر میں پنپنے والے رفض وخروج کے حساس مسئلے کا بھی رد کیا اور آخر میں صحابیِ رسول حضرت امیر معاویہ کی شان بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت معاویہ پر لعن وطعن کرنے والوں کو مخدومِ پاک نے ''لطائفِ اشرفی'' میں اہلِ تشیع کے'' فرقۂ لاعنیہ'' سے شمار کیا ہے۔ بعدۂ حضور تاج الاسلام، رئیس ملت، اشرف العلما، رئیس العلما، سید اعرف اشرف، سید شاداب میاں اور دیگر علما ومشائخ کے دستِ مبارک سے ''ماہنامہ صوفیِ ملت'' کی رسمِ اجرا عمل میں آئی۔

سیمینار کی کاروائی آگے بڑھاتے ہوئے مفتی منظر صاحب نے ماہنامہ اشرفیہ کے ایڈیٹر، ادیبِ شہیر مولانا مبارک حسین اشرفی مصباحی کو دعوت دی۔ ایڈیٹر صاحب نے ایک بڑا پُر مغز خطاب فرمایا۔ نت نئے مسائل پر روشنی ڈالی۔ بالخصوص طلاقِ ثلاثہ اور ہم جنس پرستی کے حوالے سے مقننہ اور عدلیہ کے فیصلے کی سخت مذمت کی۔ مخدوم سمناں کی دوسری غیر مطبوعہ کتب کی طباعت کی درخواست کی۔ یہ بھی اعلان کیا کہ میں اشرفی پہلے ہوا، جامعہ اشرفیہ بعد میں پہنچا اور یہ بھی واضح فرمایا کہ حافظِ ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اجمیر معلیٰ میں حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ سے رشتۂ بیعت وارادت قائم کیا۔ پھر خطبۂ صدارت کے لیے اشرف العلما سید محمد اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی تشریف لائے۔ حضرت نے مختلف باتوں پر اظہارِ خیال فرماتے ہوئے کہا کہ گذشتہ زمانہ میں علما بعدِ فراغت کسی خانقاہ میں آتے تھے، تاکہ علم کی ہمہ دانی اور کبر ونخوت پر عجز وانکساری اور تواضع کا پانی چڑھایا جائے، لیکن آج معاملہ برعکس ہوگیا ہے کہ علما بعدِ فراغت ہی تبلیغ میں مصروف ہوجاتے ہیں اور منہجِ نبوت سے ناواقفیت کی بنیاد پر کما حقہ اس کی ادائیگی نہیں کرپاتے ہیں۔ حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی عالم ومبلغ سے کسی قسم کی خطا سرزد ہوجائے تو حتی المقدور اس سے رابطہ کرکے معاملے کی تحقیق کی جائے اور اس کے بعد کوئی فتویٰ یا حکم صادر کیا جائے۔ آخر میں اس محفل وسیمینار کے روحِ رواں سرپرستِ سیمینار آقائی، مولائی حضور تاج الاسلام حضرت مولانا سید شاہ نظام الدین اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی ادام اللہ ظلہ علینا ہم سب سے مخاطب ہوئے کہ خانقاہِ اشرفیہ محض تعویذ اور گنڈے کا نام نہیں ہے، بلکہ چھ سو سال سے یہ خانقاہ جہاں تصوف ومعرفت کی غواص ہے، وہیں علم وتحقیق اور فکر وتدبر کی شاور بھی ہے۔ اس خانقاہِ اشرفیہ کے بانی اس در کے مرید وخلیفہ ہیں، جہاں روزانہ درسِ حدیث کے لیے محدثین کی سات سو پالکیاں اترتی تھیں۔ اپنے طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت نے فرمایا کہ بیٹا! جہاں تک ممکن ہو علمِ دین حاصل کرو، کیوں کہ اسی علم کی بنیاد پر بندے کے اندر صحیح وسقیم کے درمیان تمیز کی صلاحیت ولیاقت پیدا ہوتی ہے۔

سیمینار میں سید جمیل اشرف، سید غوث اشرف، سید خلیق اشرف، سید اعرف اشرف، سید شاداب میاں، ڈاکٹر مجیب الرحمٰن علیمی، مفتی اصغر اشرفی اور مفتی رضوان اشرفی وغیرہ قابل ذکر لوگ بھی جلوہ افروز تھے۔ بعدۂ صلاۃ وسلام،

فاتحہ خوانی اور صدرِ سیمینار کی دعا پر سیمینار کا اختتام ہوا۔

شب میں قوالی کی محفل منعقد ہوئی، جس میں وطن عزیز کے مشہور و معروف اور خانقاہی قوال ممتاز احمد صابری نے قوالی پیش کی اور محفل میں وجد و سرور کی سی کیفیت پیدا ہوگئی۔ سامعین خوب محظوظ ہوئے۔ صاحبانِ فضل و شرف نے خوب داد و دہش سے نوازا۔ شہزدگانِ خانوادۂ اشرفیہ کے اکابر و اصاغر کے ساتھ بطورِ مہمانِ خصوصی حضرت سید اسلم میاں صابری بھی رونقِ محفل تھے۔ بعدہٗ اشرف العلماء کی دعائے پُرسوز پر محفل کا اختتام ہوا۔

از: مفتی زین العابدین اشرفی

الجامعۃ الاشرفیہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات ہبلی میں

جشن صدسالہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی وعرسِ صوفی ملت نواسۂ محدث اعظم ہند کی تقریبات

مؤرخہ ۲۹، ۳۰ نومبر مجدد دین وملت حضرت مولانا الشاہ امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عرسِ صدسالہ اور صوفی ملت نواسۂ محدث اعظم ہند حضرت مولانا سید شاہ محمد جہانگیر اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے پانچویں سالانہ عرس کی مناسبت سے الجامعۃ الاشرفیہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات ہبلی کے زیر اہتمام، اشرف العلما شیخ طریقت حضرت مولانا ابوالحسن سید محمد اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی بانی و سرپرستِ جامعہ ہذا کی سرپرستی میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کا آغاز بعد نمازِ عصر قرآن خوانی سے ہوا، بعد نمازِ مغرب قصیدہ بردہ شریف اور نعت ومنقبت کی شکل میں گلدستہائے عقیدت ومحبت پیش کیے گئے۔ تخصص فی الفقہ کی دو طالبہ حور بانو بنت سلیم باشا اور فاخرہ خاتون بنت مولانا غلام ربانی صاحب نے اسلام کی پہلی صدی ہجری سے لے کر تیرہویں صدی ہجری تک کے تمام مجددین اسلام کا مختصر تعارف پیش کیا اور خصوصیت کے ساتھ حضرت عبدالعزیز، حضرت حسن بصری، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام غزالی اور حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہم کے تجدیدی کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ اسلام کے اس طویل و پر آشوب تاریخ میں کوئی ایسا وقت نہیں گزرا جس میں امت اسلامیہ کا ضمیر بالکل بے حس ہوگیا ہو اور تمام عالم اسلام پر اندھیرا چھا گیا ہو۔ یہ تاریخی واقعہ ہے کہ جب کبھی اسلام کے لیے کوئی فتنہ نمودار ہوا اور جب بھی اس کے خلاف فرعونیت وجباریت نے سر اٹھایا ہے، اللہ رب العزت نے اس کے مقابلے کے لیے کسی ایسے مردِ جانباز کو ضرور بھیجا ہے جس نے اس فتنہ کا پوری طاقت سے مقابلہ کیا اور اسے ہمیشہ کے لیے نابود کردیا ہے۔ مامون کے زمانے میں جب خلق قرآن کا فتنہ اٹھا تو اللہ نے اس کی سرکوبی کے لیے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا جو روزے کی حالت میں کوڑے پر کوڑے کھاتے رہے اور یہ اعلان حق کرتے رہے کہ میرے سامنے اللہ کی کتاب یا اس کے رسول کی سنت سے کچھ پیش کرو تو میں خلق قرآن کو مان لوں۔

مولانا سید جاوید علی اشرفی پرنسپل جامعہ نے امام احمد

رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات اور ان کے تجدیدی کارناموں پر روشنی ڈالی، مولانا موصوف نے کہا کہ جس وقت عرب وعجم کی سرزمین پر عشقِ رسول وآلِ رسول پر ڈاکے ڈالے جارہے تھے۔ ایسے وقت میں اللہ رب العزت نے بریلی کی سرزمین پر امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا کیا، جنھوں نے علمی بنیادوں پر دلائل وبراہین کے ایسے انبار لگادیے کہ صبحِ قیامت تک مخالفین ان کا جواب نہیں لاسکتے۔ مولانا موصوف نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عشقِ رسول وآلِ رسول کا جو سبق پڑھایا ہے، آج اسی سبق کو بار بار دہرانے کی ضرورت ہے کیوں کہ اسلامی زندگی کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ عشقِ رسول کے خمیر ہی سے پھلتی پھولتی اور نشو ونما پاتی ہے اور عشقِ رسول کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ کی طاعت وغلامی کو لازم کرلے اور رسول اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو پہلے اپنے گھروں میں زندہ کرے۔ جامعہ ہذا کی لائق وفائق معلمہ سیدہ صبیحہ تلوائی اشرفی سمنانی نے صوفی ملت نواسۂ محدث اعظم ہند حضرت مولانا سید شاہ محمد جہانگیر اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ آپ کی زندگی اخلاص وللہیت کی ایک زندہ مثال تھی، انھوں نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے بیشتر لمحات خدمتِ خلق اور تحفظ وفروغِ سنیت میں بسر کیے، ان کی زندگی کا خلاصہ یہ تھا کہ میری زندگی کا مقصد ترے دیں کی سرفرازی، میں اسی لیے مسلماں، میں اسی لیے نمازی۔

اس موقع پر محترمہ عارفۃ النسا اور سیدہ صبیحہ تلوائی اشرفی سمنانی تلوائی معلماتِ جامعہ ہذا نے اسلامی وتاریخی کوئز کرایا جس میں صحیح جواب دینے والی طالبات کو انعامات سے نوازا گیا۔ جلسہ کا اختتام صلاۃ وسلام اور پرنسپل جامعہ کی دعا پر ہوا اور محمد رفیق صاحب اشرفی تلوائی خزانچی جامعہ ہذا کی جانب سے تمام معلمات وطالبات اور دیگر ذمہ داران کے لیے دعوتِ طعام کا اہتمام کیا گیا۔ یہ اطلاع محمد ضمیر اشرفی خلیفۂ اشرف العلما آفس انچارج جامعہ ہذا نے دی ہے۔

ماہنامہ صوفیِ ملت حاصل کریں

خانقاہ اشرفیہ جہانگیریہ، بڑی سرکار، بادشاہ پیر
نور العین نگر، نئی بستی، درگاہ کچھوچھا شریف امبیڈکر نگر
(8318452340)

اشرف سمناں اکیڈمی، طریقت منزل
سنجر نگر، سمنانی اسٹریٹ، سابر کانٹھا، گجرات۔
(9426555620)

آفس الجامعۃ الاشرفیہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات، ہبلی
کرناٹک
(9980645358)

الجامعۃ الشبیر یہ اشرفیہ دار القراءت
اشرف نگر، میگھرج ضلع اروّلی، گجرات
(7016600284)

Khanqah-e-Ashrafiya Jahangiriya
Bade-Sarkar
Kichhauchha Shareef

Rasm-e-Ijra
Mahnama Sufi-e-Millat

خط وکتابت کے لیے

Al- Jamiatul Ashrafiya Khadijatul Kubra Lil-Banat

Bahar Bada Old Hubli-580024 Dt:DWD (K.A.)

Vol. I
No. 02

MAHNAMA

SUFI-E-MILLAT

ASHRAF-E-SIMNA ACADEMY
Tarikat (Tariquat) Manzil, Sanjar Nagar,
Simnani Street, Himmat Nagar-383001
Dist. Sabarkantha (Gujrat State)
sufiemillatmonthly5678@gmail.com

اٹھارواں ۱۸
عرسِ سہ محبوباں

5/6 جنوری 2019 بروز سنیچر و اتوار

بفیضانِ کرم
خواجہ خواجگاں عطاء رسول
سلطان الہند حضور سید معین الدین حسن سنجری اجمیری

بفیض روحانی
محبوب سبحانی، محبوب الٰہی، محبوب یزدانی

بیادگار
صوفی ملت سید المشائخ حضور سید جہانگیر اشرف اشرفی جیلانی نواسۂ حضور محدث اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زیرِ قیادت
اشرف العلماء ابوالحسن سید محمد اشرف اشرفی جیلانی جانشین حضور صوفی ملت

پروگرام

5 جنوری بروز سنیچر بعد نماز ظہر عورتوں کا اجتماع بمقام: پولو گراونڈ ہمت نگر

جس میں الجامعۃ الاشرفیہ خدیجۃ الکبری للبنات ہبلی کرناٹک کی عالمات و فاضلات خطاب فرمائیں گی

- **بعد نماز عصر** پرچم کشائی و اشرفی ترانہ
- **بعد نماز مغرب** قرآن خوانی و حلقۂ ذکر (طریقت منزل)
- **بعد نماز عشاء** خطاب علمائے کرام و نعتیہ مشاعرہ - پولو گراؤنڈ ہمت نگر

6 جنوری بروز اتوار صبح 9 بجے جلوس غوثیہ

حضور اشرف العلما کی قیام گاہ (جناب رفیق بھائی عطروالا) کے گھر سے قطب ہمت نگر سرکار سید حسن شہید کے روضۂ مبارک تک

- **بعد نماز عصر** زیارت موئے مبارک و دیگر تبرکات
- **بعد نماز مغرب** منقبت و شجرہ خوانی بعدہ دعا و لنگر عام
- **بعد نماز عشاء** محفل سماع (طریقت منزل)

مذکورہ بالا پروگراموں میں شرکت فرما کر فیضانِ اولیائے کرام سے مالا مال ہوں

منجانب: محمد یوسف ڈوڈی صدر و اراکین اشرف سمناں اکیڈمی و آل انڈیا بزم اشرف، طریقت منزل ہمت نگر گجرات

Vol.1 Issue No.2 Date 27th December 2018 Retail Price-15- Annul Sud.180/-